دین حنیف کا ترجمان

ماہنامہ

سیدھا راستہ لاہور

(جلد نمبر ۱۸ شمارہ نمبر ۵) شعبان المعظم / رمضان المبارک ۱۴۲۸ھ ستمبر ۲۰۰۷ء

فہرست

۱	نعت شریف وقطعہ تاریخ وصال۔	۲
۲	اداریہ۔	۳
۳	تفسیر یوسفی۔	۵
۴	درس حدیث شریف۔	۱۲
۵	خطبہ استقبال رمضان۔	۱۵
۶	قیام رمضان۔	۱۸
۷	غزوہ بدر کبریٰ۔	۲۱
۸	نبی کریم ﷺ کے مشاہدات۔	۲۵
۹	بخاری شریف پڑھئے بحوالہ تیسیر الباری۔	۲۷
۱۰	علامہ غلام رسول قادری رضوی قدس سرہ العزیز۔	۳۱
۱۱	سوالات وجوابات۔	۳۵

بیادگار:

عالم یلمعی فاضل لوذعی

پیر طریقت قطب جلی امین علم لدنی حضرت علامہ

حاجی محمد یوسف علی نگینہ سرکار قدس سرہ العزیز

بظل عنایت

مجمع انور نگینہ پیر طریقت صاحبزادہ	حاجی محمد اللہ دتہ یوسفی
مجمع انور نگینہ پیر طریقت صاحبزادہ	منیر احمد یوسفی
مجمع انور نگینہ پیر طریقت صاحبزادہ	بشیر احمد یوسفی
مجمع انور نگینہ پیر طریقت صاحبزادہ	خلیل احمد یوسفی

سجادہ نشین آستانہ عالیہ پیلے گوجراں شریف تحصیل سمندری ضلع فیصل آباد

مدیر اعلیٰ

منیر احمد یوسفی (ایم۔اے)

مینیجنگ ایڈیٹر

رشید احمد جنجوعہ ایم۔اے۔ایل۔ایل۔بی

مدیر معاون

صاحبزادہ حافظ خلیل احمد یوسفی

سرکولیشن کنٹرولر

شیخ فہد احمد یوسفی

زیر انتظام

صاحبزادہ بشیر احمد یوسفی

صاحبزادہ حافظ خلیل احمد یوسفی

مسلسل اشاعت کا اٹھارہواں سال

قیمت فی شمارہ	25
الجزائر، ایران، ترکی، عراق	1500
عرب امارات وسعودی عرب	1500
انگلینڈ	1500
کینیڈا، امریکہ	2000
پاکستان	250

ویب سائٹ: www.seedharastah.com

ای میل ایڈریس: info@seedharastah.com

نعت شریف

از قلم: حافظ محمد ظہور علی شاہ

لو اب میری نجات کا سامان ہو گیا
عشقِ رسول ﷺ زیست کا عنوان ہو گیا

یادِ نبی ﷺ میں اہلِ جنوں ہیں اُداس اُداس
صبحِ اُمید کیوں ہے مبدل بہ شامِ پاس

راحت ملی سکون ملا مل گئی بہشت
مسرور ہوگئے در و دیوار و سنگ خشت

خالق کا انتخاب بہت لاجواب تھا
کتنا بلند رتبۂ عالی جناب تھا

اُن کی گلی کے کانٹے بھی ہیں رُوکشِ بہار
سب جنتوں کی جان ہے محبوب کی دیار

طیبہ کا جو گدا ہے وہ سلطان ہو گیا
لو اب میری نجات کا سامان ہو گیا

قطعہ تاریخ وصال

''سیف زباں سلطان الواعظین''
1428ھ
''آہ عالم عصر ابوالنور مولانا محمد بشیر کوٹلوی''
2007ء

ہر ذی نفس نے موت کا چکھنا ہے ذائقہ
ہر جان کا ازل سے فنا ہی مآل ہے

بیزار و بے سکون ہوئی ہائے زندگی
پھیلا ہوا الم کا بہر سمت جال ہے

مسدود ہو رہے ہیں تدبر کے راستے
زوروں پہ آج بالیقیں قطُ الرجال ہے

اٹھا جہاں سے واعظِ شیریں بیاں ہے آہ
بے جا نہیں دگرگوں خطابت کا حال ہے

خالی ہوا مہک سے فضیلت کا گلستاں
ویران آج مسندِ علم و کمال ہے

رخصت ہوا فقیہِ اعظم کا جانشین
حق گوئی میں جو آپ ہی اپنی مثال ہے

کس سے سنیں گے آہ اَب ''سچی حکایتیں''
کس سے ملے گا دین کا آبِ زلال ہے

انوارِ ''ماہِ طیبہ'' کئے عام زیست بھر
بن کر رہا وہ مسلکِ حقّہ کی ڈھال ہے

باطل کے ہر خیال کو ہر ایک چال کو
''حق حق'' کی لے میں اُس نے کیا پائمال ہے

مہجور کئے ''بحرِ فصاحت'' کو رکھ کے ساتھ
''سلطان الواعظین'' سنِ ارتحال ہے

789
+ = 2007ء

کہہ دو ''عزیزِ خلق، محمد بشیر'' تم
بارِ دگر جو حاجت سالِ وصال ہے
1428ھ

از اثر خامہ
سیّد عارف مہجور رضوی (گجرات)

اداریہ

امریکی ذہنیت کی عکاس ہرزہ سرائی

امریکہ کے آنے والے انتخابات میں ہر دو سیاسی پارٹیوں یعنی ڈیموکریٹ اور ریپبلکن کے صدارتی امیدواروں نے اپنی انتخابی مہم کے دوران عالم اسلام اور پاکستان کے متعلق جن خیالات کا اظہار کیا ہے' اُن سے مسلمانوں کے بارے میں یہود و نصاریٰ کی ذہنیت اور خبثِ باطن کی واضح عکاسی ہوتی ہے۔ ڈیموکریٹ پارٹی کے صدارتی امیدوار نے بین الاقوامی اور سفارتی قواعد وضوابط کی مروجہ روایات کو بالائے طاق رکھتے ہوئے کہا ہے کہ ''القاعدہ کے خلاف کارروائی کے لئے پاکستانی سرحدوں کا احترام ضروری نہیں''۔ جبکہ ریپبلکن صدارتی کے امیدوار ٹام ٹینکریڈو نے اس سے بھی بڑھ کر دریدہ دہنی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ ''امریکہ کو بچانے کیلئے مکہ اور مدینہ پر حملہ کیا جا سکتا ہے''۔ اگرچہ صدارتی امیدواروں کے ایسے بیانات نہایت نامعقول اور بودے ہیں۔ قطع نظر اس بات کے کہ اُن کو ایسے بیانات سے فائدہ حاصل ہوتا ہے یا نہیں۔ عالم اسلام کو ایک واضح پیغام ضرور مل گیا ہے کہ اسلامی ممالک یہود و نصاریٰ سے چاہے کتنی ہی محبت کریں اور تعاون کی پینگیں بڑھائیں' اُن کی فطرت نہیں بدل سکتی اور وہ کبھی بھی اہل اسلام کے خیر خواہ نہیں ہو سکتے۔ امریکہ میں رہنے والے مسلمانوں کو ووٹ دیتے وقت اس بات کو بطور خاص ذہن میں رکھنا چاہئے۔

یہ کوئی اچنبھے کی بات نہیں' کفر نے ہمیشہ اسلام کے خلاف ایسی ہی خواہشات اور عزائم کا اظہار کیا ہے۔ ایسے بیانات یہود و نصاریٰ کی ناپاک نفسیات کے غماز ہیں اور واضح کرتے ہیں کہ اُن کے ذہنوں پر ابھی تک صلیبی جنگوں کا خوف طاری ہے اور اُن کو اس کا شدید خدشہ ہے کہ اگر مسلمان متحد ہو گئے تو وہ ایسی طاقت بن جائیں گے کہ اُن کا راستہ روکنا دشوار ہو جائے گا۔ لہٰذا اُن کو جب بھی موقع ملتا ہے وہ مسلمانوں کی طاقت اور قوت کو منتشر کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑتے۔ آج مشرقِ وسطیٰ کی جغرافیائی صورت حال اس کا منہ بولتا ثبوت ہے کہ ایک سوچی سمجھی سکیم کے تحت سلطنت عثمانیہ کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں تقسیم کر دیا گیا پھر اُن پر اپنی مرضی کے حکمران مسلط کر کے اُن کو آپس میں لڑایا گیا تاکہ اُن کی قوت کو ختم کیا جائے۔ پھر سینہ زوری سے اسرائیل کا قیام عمل لا کر تمام عالمِ کفر اس کی پشت پر کھڑا ہو گیا جس کے نتیجہ میں وہ عالم اسلام کے لئے غنڈہ بن گیا اور آج وہ کسی بین الاقوامی ضابطے اور اخلاقیات کو خاطر میں نہیں لاتا۔ اُس کی ہٹ دھرمی اور ظالمانہ پالیسوں کی وجہ سے مشرق وسطیٰ مستقل جہنم بن کر رہ گیا ہے۔

یہ ایک واضح حقیقت ہے کہ امریکہ اور دیگر مغربی ممالک دانستہ طور پر عالم اسلام کے حالات خراب کرتے ہیں۔ اُن کی حتی الوسعی کوشش ہوتی ہے کہ کوئی بھی اسلامی ملک اتنا مضبوط و مستحکم نہ ہونے پائے کہ وہ کفر کو للکار سکے۔ 1971ء میں پاکستان اسی سوچ کا نشانہ بن کر دولخت ہوا۔ اور پاکستان کے بعد دوسرے بڑے اسلامی ملک انڈونیشیا کو کمزور کرنے کے لئے اس کے ایک صوبے مشرقی تیمور میں عیسائی اقلیت کو باقاعدہ سازش کے تحت اکثریت میں تبدیل کر کے علیحدگی کی تحریک چلائی گئی اور نتیجتاً چھ ماہ کے اندر اندر اُس کو ایک الگ ملک کی حیثیت سے تسلیم بھی کر لیا گیا جبکہ مسئلہ کشمیر پچھلے 60 سالوں سے اقوام متحدہ کی واضح قراردادوں کے باوجود معرض التواء میں پڑا ہے۔ کیونکہ کشمیر میں امریکہ اور بھارت کے مفادات مشترکہ ہیں وہ نہیں چاہتے کہ مسئلہ کشمیر حل ہو۔ یہود و نصاریٰ کی اسی سازش کے تحت افغانستان اور عراق تباہ کئے گئے' چیچنیا اور فلسطین میں خانہ جنگی اور بدامنی کی کیفیت پیدا کر رکھی ہے۔ غرضیکہ پوری دنیا میں مسلمانوں

پر ظلم و جبر ہو رہا ہے لیکن اُن کی حمایت میں کوئی بین الاقوامی قانون اور ضابطہ حرکت میں نہیں آتا۔ اور ستم ظریفی یہ کہ مسلمان حکمرانوں نے بھی کبوتر کی طرح آنکھیں بند کر رکھی ہیں۔ لیکن آخر کب تک؟ آج اگر عالم اسلام پر ظلم کی رات چھائی ہوئی ہے تو کل انشاء اللہ امن و آشتی کی صبح بھی ضرور طلوع ہوگی کہ یہ قانونِ فطرت ہے۔

ابھی حال ہی میں دفاع کے پارلیمانی سیکرٹری نے اسمبلی کے اجلاس میں برملا کہا ہے کہ امریکہ اور مغربی ممالک پاکستان کے حالات خراب کر رہے ہیں اُنہوں نے واضح طور پر کہا پاکستان میں چینی انجینئروں کا قتل امریکہ نے کرایا ہے اور یہ سی آئی اے، را اور حاد (ایجنسیوں) کی باقاعدہ سازش ہے۔ چونکہ امریکہ اور اُس کے حواریوں کو پاکستان میں گوادر کی بندرگاہ پر چینیوں کا تسلط ہضم نہیں ہو رہا لہٰذا اُن کی حتی المقدور کوشش ہے کہ وہ چین اور پاکستان میں بدگمانی کی فضا پیدا کر دیں تاکہ چینی بددل ہو کر پاکستان سے چلے جائیں۔ وزیر موصوف نے اس بات پر زور دیا کہ اہل اِسلام کے مقدس مقامات پر حملہ کی دھمکی سے یہود و نصاریٰ کے عزائم واضح ہو گئے ہیں۔ لہٰذا ضروری ہے کہ حکومت امریکہ سے اپنے تعلقات کا جائزہ لے کر لائحہ عمل طے کرے، اپنی خارجہ پالیسی پر نظر ثانی کرے اور امریکہ وغیرہ پر انحصار کرنا چھوڑ دے، محض امریکہ کو خوش کرنے کے لئے اپنے شہریوں کو گرفتار کر کے اُن کے حوالے نہ کرے۔ ہمیں مسلمان ہونے کے ناطے اِسلامی تعلیمات کی روشنی میں یہود و نصاریٰ سے تعلقات رکھنے چاہئیں۔ کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے واضح طور پر فرمایا ہے کہ ''یہود و نصاریٰ تمہارے دوست نہیں ہو سکتے اُن سے دوستی نہ کرو''۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں عظمتِ دین اِسلام کے لئے کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تفسیر یوسفی

از قلم: پیر طریقت امین علم لدنی حضرت قبلہ
حاجی محمد یوسف علی نگینہ صاحب علیہ الرحمہ

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُلُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰکُمْ وَاشْکُرُوْا لِلّٰہِ اِنْ کُنْتُمْ اِیَّاہُ تَعْبُدُوْنَ ۝ اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَیْکُمُ الْمَیْتَۃَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِیْرِ وَمَآ اُھِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَیْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَلَآ اِثْمَ عَلَیْہِ ؕ اِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝ (البقرہ:۱۷۲۔۱۷۳)

''اے ایمان والو! ہماری دی ہوئی ستھری چیزیں کھاؤ اور اللہ (تبارک وتعالیٰ) کا شکر کرو اگر تم اُسی کو پوجتے ہو۔ اُس نے یہی تم پر حرام کئے ہیں مُردار اور خون اور سؤر کا گوشت اور وہ جانور جو غیر خدا کا نام لے کر ذبح کیا گیا ہو تو جو ناچار ہو نہ یوں کہ خواہش سے کھائے اور نہ یہ کہ ضرورت سے آگے بڑھے تو اُس پر گناہ نہیں۔ بے شک اللہ (عزّ وجل) بخشنے والا مہربان ہے''۔

اِسلام کے تمام اَحکام ایمان والوں کے لئے ہیں اِسی لئے یہاں یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فرمایا' کافر کچھ بھی کھاتا پھرے اُسے اِسلامی حکمران زبردستی نہیں روکے گا۔ مگر صاحبِ ایمان پابند بھی ہوگا اور نافرمانی کرنے اور قانون شکنی پر اُسے سزا ملے گی۔

لقمۂ حلال دُعا اور عبادت کی قبولیت کا سبب ہے اور لقمۂ حرام عدمِ قبولیت کا۔ حرام کھانے سے اَخلاقِ رذیلہ پیدا ہوتے ہیں عبادت کا ذوق جاتا رہتا ہے۔ اِسی طرح حلال کھانے سے نور پیدا ہوتا ہے۔ اَخلاقِ رذیلہ سے نفرت اور اَخلاقِ حمیدہ سے محبت و رغبت ہوتی ہے۔ عبادت میں دل لگتا ہے۔ گناہ سے دل گھبراتا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' اِنَّ اللّٰہَ طَیِّبٌ لَا یَقْبَلُ اِلَّا الطَّیِّبَ وَاِنَّ اللّٰہَ اَمَرَ الْمُؤْمِنِیْنَ بِمَا اَمَرَ بِہِ الْمُرْسَلِیْنَ ''بے شک اللہ (تبارک وتعالیٰ) پاک ہے' اِس لئے پاکیزہ چیز ہی قبول فرماتا ہے۔ اِس لئے ایمان والوں کو حکم فرمایا جیسا کہ رسولوں (علیہم السلام) کو فرمایا: یٰٓاَیُّھَا الرُّسُلُ کُلُوْا مِنَ الطَّیِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا اِنِّیْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِیْمٌ ۝ [1] ''اے پیغمبرو (علیہم السلام) پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور اچھے کام کرو بے شک میں تمہارے کاموں کو جانتا ہوں''۔ پھر فرمایا: یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا کُلُوْا مِنْ طَیِّبَاتِ مَا رَزَقْنٰکُمْ ''اے ایمان والو! ہماری دی ہوئی ستھری چیزیں کھاؤ''۔ ثُمَّ ذَکَرَ الرَّجُلَ یُطِیْلُ السَّفَرَ اَشْعَثَ اَغْبَرَ یُمَدُّ یَدَیْہِ اِلَی السَّمَآءِ یَارَبِّ یَارَبِّ وَمَطْعَمُہٗ حَرَامٌ وَّمَشْرَبُہٗ حَرَامٌ وَّمَلْبَسُہٗ حَرَامٌ وَّغُذِیَ بِالْحَرَامِ فَاَنّٰی یُسْتَجَابُ لِذٰلِکَ [2] پھر ایک شخص کا ذکر کیا جو لمبے لمبے سفر کرتا ہے۔ اُس کے بال گرد آلود ہیں۔ آسمان کی طرف ہاتھ اُٹھا اُٹھا کر دُعا کرتا ہے اور عرض کرتا ہے یارب یارب مگر اُس کا کھانا حرام' پینا حرام' لباس حرام اور حرام غذا پاتا ہے تو اِن وجوہ سے دُعا کیسے قبول ہو؟''

---

[1] المومنون:۵۱۔ [2] ترمذی حدیث نمبر ۲۹۸۹' ابوداؤد حدیث نمبر ۳۳۲۶' فتح القدیر جلد ۱ ص ۲۱۶' درمنثور جلد ۱ ص ۴۰۶' قرطبی جلد ۱ جز ۲ ص ۱۴۵' مظہری جلد ۱ ص ۱۶۷' ابن کثیر جلد ۱ ص ۱۷۹' مسند احمد جلد ۲ ص ۳۲۸' قرطبی جلد ۶ جز ۱۲ حدیث نمبر ۱۲۷' مصنف عبدالرزاق جلد ۵ ص ۱۹' مشکوٰۃ ص ۲۴۱' مرقاۃ جلد ۶ ص ۵' مسلم جلد ۱ ص ۳۲۶' کتاب الاذکار ص ۳۵۱' الترغیب والترہیب جلد ۲ ص ۵۴۵' دارمی جلد ۲ ص ۳۸۹' حدیث نمبر ۲۷۱۷۔

معذرت کے ساتھ عرض ہے کہ ہمارے نزدیک حلال وحرام کا تصور جانوروں کے گوشت تک محدود ہو کر رہ گیا ہے۔ ہم کوّے اور چیل کو اِس لئے نہیں کھاتے کہ یہ حرام ہیں۔ کتے اور خنزیر کا نام سن کر تھوکتے ہیں مگر رشوت اور سود کو شیر مادر سمجھ کر ہضم کر جاتے ہیں۔ غیبت کو قرآن مجید نے مردہ بھائی کا گوشت کھانے سے تعبیر کیا ہے اور ہماری محافل غیبت کے بغیر جمتی اور سجتی ہی نہیں۔ الا ماشاء اللہ

ہمارے اَسلاف اکلِ حلال کا بہت خیال رکھتے تھے چنانچہ وہ بزرگ مستجاب الدعوات بھی تھے۔ حلال کھانے سے روح میں بالیدگی پیدا ہوتی ہے اور کیف وجذب کی کیفیت طاری ہوتی ہے۔

حلال کھانے میں نظر:

ابی العباس المرسی بسیار بزرگ بودہ اند وقتی بادشاہ وقت را در حقِ ایشاں اعتقاد درست نبود۔ بقصدِ امتحان تقوٰی وورع ایشاں را مہمان ساخت ودونوع طعام پخت۔ یکی از جنس ماکولات مثل گوسپند ومرغ ومانند آن دیگر از جنس محرمات مانند سگ وگربہ وامثال آں وبعض از خدمای خود گفت کہ دوصف از مردم بنشانی شیخ وفقرای ایشاں یک جانب وپیش ایشاں این طعامہای حرام بنہی مردم اُمراء وسپاہیان راجای دیگر وپیش ایشاں طعامہای حلال بنہی وعلامتی وتمیزی درظروف واوانی قرار دادند تا مشتبہ نشوند۔ شیخ را در عین مجلس برخاست وآستین مالیدند وفرمودند امروز ما خدمت خلق اللہ خواہیم کرد واین طعامہا را پیش ایشاں خواہیم کشید طعامہای حلال را می گرفتند وپیش فقراء می نہادند وحرام را پیش اُمراء واین آیت خواندند اَلْخَبِيْثٰتُ لِلْخَبِيْثِيْنَ وَالْخَبِيْثُوْنَ لِلْخَبِيْثٰتِ وَالطَّيِّبٰتُ لِلطَّيِّبِيْنَ وَالطَّيِّبُوْنَ لِلطَّيِّبَاتِ[۳] بادشاہ از بدگمانی خود توبہ کرد ودر پائی شیخ افتاد۔

''حضرت شیخ ابوالعباس مرسی رحمہ اللہ تعالیٰ ایک بڑے بزرگ آدمی تھے۔ بادشاہ وقت کو اُن سے بدگمانی سی پیدا ہوگئی۔ اُس نے اُن کے تقویٰ اور پرہیزگاری کا امتحان لینے کے لئے اُن کو دعوت دی۔ دعوت میں دو طرح کے کھانے پکائے۔ ایک وہ تھے جو عام طور پر کھائے جاتے ہیں جیسے بکری اور مرغ وغیرہ اور دوسری کچھ حرام چیزیں جیسے کتا اور بلی وغیرہ اور اپنے غلام کو حکم دیا کہ دو صفیں بچھانا ایک شیخ اور اُن کے فقراء کے لئے اور دوسری ہمارے لئے۔ شیخ اور اُن کے فقراء ودرویشوں کے سامنے کتے اور بلی کے گوشت رکابیوں میں رکھے جائیں اور ہمارے سامنے حلال کھانا رکھا جائے۔ رکابیوں میں ایک خاص قسم کی پہچان رکھی جائے تاکہ کھانا ایک دوسرے سے ملنے نہ پائے۔ جب دسترخوان لگا' کھانا چُن دیا گیا۔ عین موقع پر شیخ کے دِل میں اِس بات کا انکشاف ہوا کہ بادشاہ نے اُن کے اور درویشوں کے سامنے حرام کھانا رکھا ہے اور اپنے سامنے حلال۔ تو آپ اپنی جگہ سے اُٹھے اور آستین چڑھا کر فرمانے لگے۔ آج میں مخلوقِ خدا کی خدمت کروں گا یہ فرما کر وہ رکابیاں جن میں حلال گوشت تھا اُن کو اُٹھایا اور ایک ایک کر کے فقراء کے سامنے رکھنا شروع کر دیا اور جو رکابیاں درویشوں کے سامنے تھیں اُنہیں اُمراء وحکماء کے سامنے رکھنا شروع کر دیا اور ساتھ قرآن مجید کی آیت پڑھنا شروع کر دی۔ (ترجمہ) ''خراب چیزیں خراب لوگوں کے لئے' خراب لوگ خراب چیزوں کے لئے' عمدہ چیزیں عمدہ لوگوں کے لئے اور عمدہ لوگوں کے لئے عمدہ چیزیں''۔ یہ دیکھ کر بادشاہ نے اپنی بدگمانی اور بداعتقادی سے توبہ کی اور فوراً ہی شیخ کے قدموں میں گر گیا''۔

وَاشْكُرُوْا لِلّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ''اور شکر کرو اللہ (تبارک وتعالیٰ) کا اگر تم اُسی کی عبادت کرتے ہو''۔

مطلب یہ کہ اگر تم خاص اللہ (تبارک وتعالیٰ) ہی کی پرستش کرتے ہو تو اِس بات پر اللہ تبارک وتعالیٰ کا شکر ادا کرو کہ اُس نے تمہیں طیبات عنایت فرمائے اور یہ چیزیں تمہارے لئے حلال فرمائیں۔

---

[۳] اخبار الاخیار (فارسی) ص ۲۷۴۔

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول کریم ﷺ فرماتے ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے اِنِّیْ وَالْاِنْسُ وَالْجِنُّ فِیْ نَبَاءٍ عَظِیْمٍ اَخْلُقُ وَیُعْبَدُ غَیْرِیْ وَاَرْزُقُ وَیُشْکَرُ غَیْرِیْ ۴ ''میرا جن وانس کا ایک عجیب اور بڑا حیرت انگیز واقعہ ہے وہ یہ ہے کہ اُن کو میں پیدا کرتا ہوں میں اُن کا خالق ہوں لیکن وہ میرے غیر کی پرستش کرتے ہیں اور انہیں رزق میں دیتا ہوں لیکن اوروں کا شکر کرتے ہیں''۔

شیخ سعدی شیرازی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:-

مکن گردن از منعم مپیچ
کہ روز پسین سربرآری بھیچ

''ایسا نہ کر کہ اللہ (تبارک وتعالیٰ) جو منعم حقیقی ہے اُس سے تو گردن پھیرے (جب تو اُس کے حکم سے گردن نہیں پھیرے گا) تو تیرے حکم سے بھی کوئی چیز گردن نہیں پھیرے گی''۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول کریم ﷺ نے فرمایا:۔ اِنَّ اللّٰہَ لَیَرْضٰی عَنِ الْعَبْدِ اَنْ یَّاْکُلَ الْاَکْلَۃَ فَیَحْمَدَہٗ عَلَیْھَا وَیَشْرَبَ الشَّرْبَۃَ فَیَحْمَدُ اللّٰہُ عَلَیْھَا ۵ ''اللہ (تبارک وتعالیٰ) بندے سے خوش ہوتا ہے کہ کھانا کھائے تو اُس پر شکر کرے اور (پانی کا) گھونٹ پیئے تو اُس پر (بھی) شکر کرے''۔

اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَیْکُمُ الْمَیْتَۃَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِیْرِ وَمَا اُھِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ

اِنَّمَا حَرَّمَ = اگر یہاں کلمہ اِنَّمَا حصر کے لئے آیا ہے۔ تو آیت مبارکہ کا مفہوم یہ معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے صرف وہ چیزیں حرام کی ہیں جن کا آگے ذکر کیا جاتا ہے۔ اِس کے سوا کچھ حرام نہیں۔ دوسری آیت مبارکہ میں اِس سے زیادہ صراحت کے ساتھ یہ بھی آیا ہے قُلْ لَّآ اَجِدُ فِیْمَا اُوْحِیَ اِلَیَّ مُحَرَّمًا عَلٰی طَاعِمٍ (اے محبوب صلی اللہ علیک وسلم) آپ ﷺ انہیں فرمائیں میں نہیں پاتا اِس میں جو میری طرف وحی ہوئی کسی کھانے والے پر کھانا حرام (مگر یہ کہ مردار ہو، گوں کا بہتا خون یا خنزیر کا گوشت اور جس جانور کو ذبح کرتے وقت غیر خدا کا نام لیا جائے) حالانکہ سینکڑوں چیزیں حرام ہیں۔ تو جواب یہ ہے۔ اِنَّمَا حصر کے لئے نہیں بلکہ یہ لفظ اِنَّ حرفِ تحقیق اور ما کے ساتھ مرکب ہے اور اگر بالفرض حصر کے موافق آیت مبارکہ کا ترجمہ کیا جائے اور اِنَّمَا کو حصر ہی کے لئے رکھا جائے تو یہ حصر حقیقی نہیں بلکہ اضافی ہے یعنی اُن چیزوں کے اعتبار سے حصر ہے جن کو کفار نے اپنی طرف سے حرام کر لیا تھا جیسے بحیرہ، سائبہ، وصیلہ اور حام وغیرہ جن کا سورۂ مائدہ کی آیت نمبر ۱۰۳ میں ذکر آتا ہے۔ تو اُن کے جواب میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا کہ جن چیزوں کو تم نے حرام ٹھہرا رکھا ہے وہ حرام نہیں ہیں بلکہ حرام تو صرف یہ اشیاء ہیں۔

میتہ سے مراد وہ جانور ہے جو ذبح کئے بغیر از خود مر جائے یا اُسے ذبح کیا جائے لیکن وہ ذبح شرعی طریقہ کے مطابق نہ ہو۔ اِس میں اتنی قید اور ہے کہ ذبح ہونے کی اس میں شرعاً قابلیت بھی ہو۔ اب اس کے موافق مچھلی اور ٹڈی میتہ سے نکل جائیں گے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول کریم ﷺ نے فرمایا: اُحِلَّ لَنَا مَیْتَانِ وَدَمَانِ السَّمَکُ وَالْجَرَادُ وَالْکَبِدُ وَالطِّحَالُ ۶ ''ہمارے لئے دو مردار اور دو خون حلال کر دیئے گئے۔ مردار تو مچھلی اور ٹڈی اور خون کلیجی اور تلی''۔

---

۴ مظہری جلد ۱ ص ۱۶۸، روح البیان جلد ۱ ص ۲۷۶۔ ۵ شرح السنۃ جلد ۶ ص ۶۵، مسلم حدیث نمبر ۲۷۳۴، ترمذی حدیث نمبر ۱۸۱۶، مسند احمد جلد ۳ ص ۱۰۰۔ ۱۷۱، مرقاۃ جلد ۸ ص ۱۱۱، مشکوٰۃ حدیث نمبر ۴۲۰۰، الترغیب والترہیب جلد ۳ ص ۱۴۸، کنز العمال حدیث نمبر ۴۰۷۷۸، قرطبی جلد ۱ جزا حدیث نمبر ۱۳۱، در منثور جلد ۱ ص ۴۰۷۔ ۶ مظہری جلد ۱ ص ۱۶۸۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہی سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسول کریم ﷺ نے فرمایا: **اُحِلَّتْ لَنَا مَیْتَتَانِ اَلْحُوْتُ وَالْجَرَادُ** ۷ ہمارے لئے دو مردے مچھلی اور ٹڈی حلال قرار دیئے گئے ہیں۔

اُھِلَّ = ھلال سے بنا ہے۔ جس کے لفظی معنی پہلی یا دوسری تاریخ کا چاند ہے اِس کا مصدر ہے ھلال یعنی چاند دیکھنا۔ چونکہ اُس وقت شور بلند ہوتا ہے کہ چاند وہ ہے۔ اِس لئے کہ اِس پکارنے کو ھلال کہہ دیتے ہیں۔ بچے کی چیخ کو بھی اِسی لئے استھلال اور احرام کو بھی ھلال کہا جاتا ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' نبی کریم ﷺ نے فرمایا: **اَلطِّفْلُ لَا یُصَلّٰی عَلَیْہِ وَلَا یَرِثُ وَلَا یُوْرَثُ حَتّٰی یَسْتَھِلَّ** ۸ ''طفل (بچے) پر نمازِ جنازہ نہ پڑھی جائے گی اور نہ وہ کسی کا وارث بنتا ہے اور نہ کوئی اُس کا وارث بنتا ہے جب تک کہ چیخ نہ مارے''۔

ابن ماجہ میں **اِذَا اسْتَھَلَّ الصَّبِیُّ صُلِّیَ عَلَیْہِ وَوُرِثَ** ۹ ہے یعنی ''جب بچہ آواز نکالے (روئے) تو اُس پر نماز جنازہ پڑھی جائے اور وہ وارث بھی ہوگا''۔ یہاں بچے کی آواز نکالنے کو استھل کہا گیا ہے۔

مگر عرف میں ذبح کرتے وقت کی آواز کو ھلال بولا جاتا ہے۔ وہ ہی معنی یہاں مراد ہیں۔

نبی کریم ﷺ نے نومولود بچے کی آواز کو (**استھل الصبی**) فرمایا ہے۔ اہلِ لغت نے ہلال' اُھِلَّ کی لغت میں شامل کرلیا۔

تفسیر ابن عباس میں ہے۔ **وَمَا اُھِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ** سے مراد **ما ذبح لغیر اسم اللہ عمداً للاصنام** ۱۰

''اور اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے نام کے سوا (غیر کا نام لے کر) عمداً بتوں کیلئے ذبح کیا جائے''۔

تفسیر روح البیان میں بھی ہے۔ **ای وحرم ما رفع بہ الصوت عند ذبحہ للصنم واصل الاھلال رفع الصوت وکانوا اذا ذبحوا لآلھتھم یرفعون اصواتھم بذکرھا ویقولون باسم اللات والعزی فجری ذلک من امرھم حتی قیل لکل ذابح وان لم یجھر بالتسمیۃ مھل** ۱۱ ''اور حرام کیا اللہ تبارک وتعالیٰ نے وہ جو پکارا ہے غیر اللہ کے لئے یعنی حرام کیا گیا ہے جو کہ بتوں کے لئے ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام پکارا گیا ہے۔ اہلال کے اصلی معنی رفع الصوت ہے اور بتوں کے پجاریوں کی عادت تھی کہ جب بتوں کیلئے جانور ذبح کرتے تو اُن کے نام لے کر آواز کو بلند کرتے اور کہتے ''**باسم اللات والعزی**'' پھر اِس طرح کہ اُن کی عادت بن گئی کہ ہر ذبح کو مہمل کہا جاتا اگرچہ وہ ذبح کے وقت بسم اللہ جہر سے نہ بھی کہا جائے''۔

اگر یہ کہا جائے کہ جس چیز پر غیر خدا کا نام پکارا جائے وہ چیز حرام ہوجاتی ہے پھر حلال چیز کون سی رہے گی؟ اور یہ ایسی غیر منطقی بات ہے کہ جس کا کوئی سر پاؤں نہیں۔

اِس کائنات کے خالق و مالک حقیقی نے ساری کائنات ہی انسانوں کے نام لگا دی ہے' نامزد کردی ہے۔ اگر نامزدگی حرام اور شرک ہوتی تو اللہ تبارک وتعالیٰ خود ایسا نہ کرتا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ قرآن مجید میں مختلف مقامات پر ارشاد فرماتا ہے:

(۱) **ھُوَ الَّذِیْ خَلَقَ لَکُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا** (البقرۃ:۲۹) ''وہی ہے جس نے تمہارے لئے بنایا جو کچھ زمین میں ہے''۔

(۲) **وَعَلَی الَّذِیْنَ یُطِیْقُوْنَہٗ فِدْیَۃٌ طَعَامُ مِسْکِیْنٍ** ط (البقرۃ:۱۸۴) ''اور جنہیں اِس کی طاقت نہ ہو (یعنی روزہ رکھنے

---

۷ ابن ماجہ حدیث نمبر ۳۲۱۸۔ ۸ مشکوٰۃ حدیث نمبر ۱۶۹۱' مرقاۃ جلد ۴ ص ۱۵۱' ترمذی حدیث نمبر ۱۰۳۲۔ ۹ ابن ماجہ حدیث نمبر ۲۷۵۰' مشکوٰۃ حدیث نمبر ۳۰۵۰' مرقاۃ جلد ۶ ص ۳۱۲' دارمی جلد ۲ ص ۴۸۵ حدیث نمبر ۳۱۲۶۔ ۱۰ تفسیر ابن عباس ص ۱۸' دیگر تفاسیر وتراجم الصاوی علی الجالین جلد ۱ ص ۱۷' مدارک جلد ۱ ص ۷۰۔ ۶۹' بیضاوی ص ۴۰' تفسیر حسینی جلد ۱ ص ۲۸' شیخ سعدی' شاہ ولی اللہ' امام احمد رضا فاضل بریلوی۔ ۱۱ تفسیر روح البیان جلد ۱ ص ۲۷۷۔

کی) تو وہ فدیہ (بدلہ) دیں ایک ''مسکین کا کھانا''۔

(۳) فَانْظُرْ اِلٰی طَعَامِکَ وَشَرَابِکَ (البقرۃ:۲۵۹) ''اپنے کھانے اور اپنے پانی کو دیکھو'' طَعَامِکَ (تیرا کھانا) شَرَابِکَ (تیرا پانی)۔

(۴) طَعَامُ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتَابَ حِلٌّ لَّکُمْ وَطَعَامُکُمْ حِلٌّ لَّھُمْ (المائدۃ:۵) ''اہل کتاب کا کھانا تمہارے لئے حلال ہے اور تمہارا کھانا اُن کے لئے حلال ہے''۔

(۵) خُذْ مِنْ اَمْوَالِھِمْ صَدَقَۃً (التوبہ:۱۰۳) ''(اے محبوب صلی اللہ علیک وسلم) اُن کے مال میں سے زکوٰۃ تحصیل فرمائیں''۔

(۶) وَمَا تِلْکَ بِیَمِیْنِکَ یَا مُوْسٰی ۝ قَالَ ھِیَ عَصَایَ اَتَوَکَّؤُا عَلَیْھَا وَاَھُشُّ بِھَا عَلٰی غَنَمِیْ ۝ (طٰہٰ:۱۷-۱۸) ''اور یہ تیرے دائیں ہاتھ میں کیا ہے؟ اے موسیٰ (علیہ السلام)۔ عرض کیا یہ ''میرا عصا'' ہے میں اِس پر تکیہ لگاتا ہوں اور اِس سے ''اپنی بکریوں'' کے لئے پتے جھاڑتا ہوں''۔

(۷) وَدَاوٗدَ وَسُلَیْمَانَ اِذْ یَحْکُمَانِ فِی الْحَرْثِ اِذْ نَفَشَتْ فِیْہِ غَنَمُ الْقَوْمِ (الانبیاء:۷۸) ''اور (حضرت) داؤد اور (حضرت) سلیمان (علیہما السلام) کو یاد کرو جب کھیتی کا ایک جھگڑا چکاتے تھے جب رات کو اُس میں ایک ''قوم کی بکریاں'' چھوٹیں''۔

محولہ بالا آیات مبارکہ میں مختلف چیزوں پر غیر خدا کا نام بیان کیا گیا ہے۔ یہ سب کچھ قرآن مجید میں بیان ہے۔ اِن آیات مبارکہ سے ثابت ہوتا ہے کہ کسی چیز پر غیر خدا کا نام لینے یا نامزدگی سے وہ حرام نہیں ہوتی۔

حضور نبی کریم ﷺ کے نام کا جانور ذبح کرنا:

سرورِ کائنات امام الانبیا ﷺ کے وصالِ مقدسہ کے بعد مولائے کائنات امام الاولیاء حضرت علی رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کی طرف سے قُربانی دیتے تھے:- حدثنا محمد بن عبید المحاربی الکوفی ثنا شریک عن ابی الحسناء عن الحکم عن حنش عن علی انه کان یضحی بکبشین احد هما عن النبی ﷺ والا خر عن نفسه فقیل له فقال امرنی به یعنی النبی ﷺ فلا ادعه ابدا ۔۱۲ ''محمد بن عبید محاربی کوفی سے روایت ہے وہ شریک سے، وہ ابی حسناء سے، وہ محکم سے اور وہ حضرت حنش سے روایت کرتے ہیں کہ امیر المومنین حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ دو مینڈھوں کو ذبح فرمایا کرتے۔ ایک دُنبہ پہلے حضور ﷺ کی طرف سے ذبح فرماتے۔ اُسکے بعد دوسرا اپنی طرف سے ذبح فرماتے۔ آپ سے کسی نے اِس کا سبب پوچھا تو مولائے کائنات نے جواباً ارشاد فرمایا کہ مجھے اِس کا حکم رسول کریم ﷺ نے فرمایا ہے اِس لیے میں اِسے کسی حال میں نہیں چھوڑ سکتا''۔

سرکارِ کائنات ﷺ کے لئے نامزد بکری:

قال اخبر نا ابو حنیفه قال حدثنا عطاء بن ابی رباح عن عبد الله بن رواحة ''انه سمٰی شاة من غنمه لرسول الله'' ﷺ واوصی به جاریة له کانت فی الغنم فکان یتعاهدها وینظر الیها کلما اتی الغنم حتی سمنت و صلحت ۱۳ ''کہا خبر دی حضرت ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا' روایت بیان کی عطاء بن ابی رباح نے حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ سے کہ انہوں نے اپنی بکریوں سے ایک بکری رسول اللہ ﷺ کے لئے نامزد کر رکھی تھی اور اپنی لونڈی کو وصیت کی کہ اس بکری کی نگہبانی کرے، چنانچہ وہ اُس کی نگہبانی کرتی تھی اور جب وہ بکریوں میں آتے تو اُس بکری کی طرف دیکھتے تھے۔

---

۱۲ ترمذی ابواب الاضاحی جلد ا ص ۲۷۵، ابوداؤد شریف جلد ۲ ص ۲۹، مشکوٰۃ ص ۱۲۸۔ ۱۳ کتاب الآثار باب الایمان ص ۱۷۱، مولفہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ تلمیذ سیدنا امام اعظم رضی اللہ عنہ۔

یہاں تک کہ وہ خوب موٹی اور فربہ ہوگئی۔''

حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کیلئے بکری ذبح کرنا:

اُم المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' فرماتی ہیں' رسول اللہ ﷺ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کو بہت یاد فرماتے تھے:- **وان کان لیذبح الشاۃ فیتتبع بھا صدائق خدیجۃ فیھدیھا لھن** [۱۴] ''جب رسول ﷺ کسی بکری کو ذبح فرماتے تھے تو حضرت خدیجۃ الکبریٰ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کی سہیلیوں اور ملنے والیوں کو تلاش کر کے اُس بکری کا گوشت بھجوایا کرتے تھے''۔ ترمذی شریف کی اِس روایت کا مطلب ہے کہ حضور ﷺ اُم المومنین سیّدہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کی یاد منایا کرتے تھے اور اُم المومنین رضی اللہ عنہا کی روح کی خوشنودی کیلئے اُن کی سہیلیوں کو تلاش کر کے گوشت عطا فرمایا کرتے تھے۔

حضور نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لئے جانور ذبح کرنا:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' حضور نبی کریم ﷺ حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق اور سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما ایک صحابی کے گھر تشریف لے گئے۔ پہلے تو اُس صحابی رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں کھجوروں کے خوشے پیش کئے **واخذ المدیۃ فقال لہ رسول اللہ ﷺ ایاک والحلوب فذبح لھم فاکلوا من الشاۃ** [۱۵] ''اور چھری لی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دُودھ والی سے الگ رہنا پھر انہوں نے اُن حضرات کے لئے بکری ذبح کی''۔

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ حضورِ نبی کریم ﷺ کی خدمتِ اقدس میں عرض کرتے ہیں:- **یا رسول اللہ احببت ان تأکل من رطبہ وبسرہ وتمرہ وتدنو بہ ولاذبحن لک مع ھذا فقال ان ذبحت فلا تذبحن ذات درفاخذ عنا قالہ أجدیا فذبحہ** [۱۶] ''یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) میں محبت کرتا ہوں کہ آپ ﷺ رطب اور بسر اور تمر سے کھائیں اور میں آپ ﷺ کیلئے بکری ذبح کردوں گا۔ پس آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر تو ذبح کرے تو دودھ والی سے بچنا اُس نے بکری کا نر یا مادہ بچہ پکڑا پس اُس نے ذبح کیا۔''

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا مال اور نفع:

حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے' فرماتے ہیں' کہ رسول ﷺ نے فرمایا: **ما نفعنی مال احد قط ما نفعنی مال ابی بکر قال فبکی ابوبکر وقال یارسول اللہ ھل انا ومالی الالک یارسول اللہ** [۱۷] ''مجھے کسی کے مال نے اتنا نفع نہیں دیا جتنا (حضرت) ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کے مال نے نفع دیا۔ سو (حضرت) ابوبکر (رضی اللہ عنہ) رونے لگے اور عرض کیا' یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) میں اور میرا مال' سب آپ ﷺ ہی کا تو ہے''۔

چنانچہ ازالۃ الخفأ میں مذکور ہے کہ ابتداء اسلام اور غربتِ مسلمین میں رسول کریم ﷺ کی خدمتِ اقدس پر حضرت ابوبکر (رضی اللہ عنہ) نے چالیس ہزار درہم خرچ کئے۔ ہشام بن عروہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا حضرت ابوبکر (رضی اللہ عنہ) نے جب اسلام قبول

---

[۱۴] ترمذی جلد ۲ ص ۲۲۷۔ [۱۵] مجمع الزوائد جلد ۱۰ ص ۳۱۸' مسلم جلد ۲ ص ۱۷۷' قرطبی جلد ۱۰ جز ۲۰ ص ۱۱۹' تفسیر طبری جلد ۱۲ ص ۶۸۱' ابن ماجہ حدیث نمبر ۳۱۸۰۔ ۳۱۸۱' کنز العمال حدیث نمبر ۱۵۹۰۵۔ ۱۸۶۱۸۔ [۱۶] المعجم الصغیر للطبرانی جلد ۱ ص ۶۸' ابن حبان حدیث نمبر ۲۵۳۶۔ [۱۷] ابن ماجہ ص ۱۰۔ مسند احمد جلد ۲ ص ۲۵۳۔ مشکل الآثار جلد ۲ ص ۲۳۰۔ کنز العمال جلد ۱۱ ص ۵۴۹ حدیث نمبر ۳۲۵۷۶، جلد ۱۱ ص ۵۵۵ حدیث نمبر ۳۲۶۰۸، جلد ۱۲ ص ۵۰۵ حدیث نمبر ۳۵۶۴۸۔ تاریخ ابن عساکر جلد ۵ ص ۱۶۷۔ معانی الآثار جلد ۷ ص ۱۵۸۔ تاریخ بغدادی جلد ۱۲ ص ۱۳۵، جلد ۸ ص ۲۱، جلد ۱۰ ص ۳۶۴۔

کیا اُس وقت اُن کے پاس چالیس ہزار درہم تھے جو سب کے سب اللہ تبارک وتعالیٰ اور رسول کریم ﷺ کے راستے میں خرچ کر دیئے۔ ۱۸

مالِ صدیقی رضی اللہ عنہ کا فائدہ:

''حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے' فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا' ہم پر کسی کا احسان نہیں مگر ہم نے اُس کا بدلہ ادا کر دیا سوائے (حضرت) ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کے۔ ہم پر اُن کا احسان ہے کہ اللہ (تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم) انہیں اُس کا بدلہ قیامت کے دن عطا فرمائے گا''۔ ۱۹

محولہ بالا آیات اور احادیث مبارکہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ کے سوا مخلوق (غیر خدا) پر کئی چیزوں کی نامزدگی کا ذکر ہے۔ مثلاً سب کچھ ''تمہارے لئے''، ''مسکین کا کھانا''، ''اہل کتاب کا کھانا''، ''تمہارا کھانا''، ''تمہارا پانی''، ''اُن کے مال''، ''میری بکریاں''، ''قوم کی بکریاں''، ''رسول کریم ﷺ کی بکری''، ''حضرت ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ) کا مال''۔

جو لوگ یہ کہتے ہیں جو چیز اللہ تبارک وتعالیٰ کے سوا کسی اور کے نام لگ جائے وہ حرام ہو جاتی ہے' معلوم ہوتا ہے وہ لوگ قرآن مجید کا مطالعہ نہیں کرتے بلکہ ''من گھڑت نظریات'' کے پیروکار ہیں۔ دینِ اسلام میں وہ چیزیں قطعاً حرام نہیں جو آپ کے' میرے بزرگوں کے نام لگ جاتی ہیں۔

بعض لوگ قرآنِ مجید کی زیر بحث آیت مبارکہ کو مختلف چیزوں کو اور اپنے روزمرہ کے کھانوں کو حرام قرار دینے کے لئے پڑھتے ہیں اور ترجمہ کرتے ہیں کہ ''جس چیز پر اللہ کے سوا کسی کا نام پکارا جائے'' وہ حرام ہے جیسے غوث پاک کی گیارہویں' داتا صاحب کی دیگ وغیرہ۔ اُن سے پوچھا جا سکتا ہے کہ اے لوگو! تم نے غلط ترجمہ کر کے کیا کمایا اور کھایا ہے جب کہ تمہارے ترجمہ کے مطابق ''جس چیز پر اللہ کے سوا کسی کا نام پکارا جائے وہ چیز حرام ہو جاتی ہے'' تو پھر تمہارا کھانا' تمہارا ناشتہ' تمہاری گائے' تمہارا بکرا' تمہارا اونٹ' تمہاری روٹی' مہمانوں کا کھانا' براتیوں کی روٹی' دولہا اور دلہن کا کھانا' اِن پر بھی تو غیر اللہ کا نام پکارا گیا ہے' یہ چیزیں حرام ہیں یا حلال؟ مولوی صاحب کی روٹی' مفتی صاحب کا ناشتہ' بیمار کا کھانا' قاری صاحب کی گائے' حاجی صاحب کا بکرا وغیرہ وغیرہ' اگر داتا صاحب کی دیگ یا گیارہویں شریف کی دیگ حرام ہے تو مفتی صاحب کا کھانا بھی تو حرام ہونا چاہیے۔ تو مفتی صاحب نے کس دن حلال کھایا تھا۔ کب انہوں نے ''اللہ کا کھانا کھایا تھا''۔ جب مفتی صاحب نے قربانی کا بکرا خریدا تھا اور بکرا بھاگ نکلا اور مفتی صاحب اُس کو پکڑنے کے لئے پیچھے پیچھے بھاگ رہے تھے تو مقتدیوں نے پوچھا مفتی صاحب خیر تو ہے بھاگ رہے ہو؟ تو مفتی صاحب نے کہا ہوگا بکرا بھاگ نکلا ہے' اُس کے پیچھے بھاگ رہا ہوں اور پھر لوگوں نے پوچھا ہوگا کہ کس کا بکرا ہے تو کہا ہوگا ''میرا بکرا''، تو بمطابق فتویٰ ''غیر اللہ کا نام پکارنے سے وہ بکرا حرام ہو گیا''، تو جب مفتی صاحب نے اُس کو کھایا تو حرام کھایا کہ حلال کھایا؟ اگر مفتی صاحب کا بکرا حرام ہے تو پھر ٹھیک ہے مفتی صاحب حرام کھائیں' مزے لیں' اگر مفتی صاحب کا بکرا حرام نہیں تو داتا صاحب کا بکرا کیسے حرام ہوگا؟ کیا داتا صاحب ہی غیر اللہ ہیں اور مفتی صاحب نعوذ باللہ اللہ ہیں؟ کیا مفتی صاحب غیر اللہ نہیں ہیں؟

اپنے فتوے کے مطابق حرام کھا کھا کر نورِ ایمان ختم ہو گیا ہے اور اندھیرا ہی اندھیرا چھا گیا ہے۔ اب حالت یہ ہے حرام بھی کہہ رہے ہیں اور حرام کہہ کر کھا بھی رہے ہیں۔ بقول ایسے بے علم مفتیوں کے بزرگان دین کے مزارات پر جمع ہونے والے نذرانے اور بکرے حرام ہیں' جبکہ یہ لوگ وہیں سے تنخواہیں بھی لیتے ہیں اور ''لنگر شریف'' بھی کھا رہے ہیں۔ یہ وہ مفتی صاحبان اور علماء ہیں جنہوں نے لوگوں کو غلط مسائل بتلا کر گمراہ کیا ہے۔

دین ملّاں فی سبیل اللہ فساد

۱۸ تفہیم البخاری جلد ۵ ص ۵۳۸، جلد ۳ ص ۳۴ (مترجم) مرآۃ شرح مشکوۃ جلد ۸ ص ۳۴۶۔ ۱۹ ترمذی جلد ۲ ص ۲۰۷' مشکوۃ ص ۵۵۵' کنز العمال حدیث ۳۲۵۶۵۔

درس حدیث شریف

ریکارڈنگ 15-08-07 کو ہوئی

(انٹرنیٹ پر اسلام آباد سے نشر کی جائے گی)

منیر احمد یوسفی (ایم۔اے)

نحمدہ نصلی ونسلم علیٰ رسولہ الکریم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عَنْ اِبْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ بُنِیَ الْاِسْلَامُ عَلٰی خَمْسٍ شَھَادَۃِ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ وَاِقَامِ الصَّلٰوۃِ وَاِیْتَآءِ الزَّکٰوۃِ وَالْحَجِّ وَصَوْمِ رَمَضَانَ [1]

''حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسول کریم ﷺ نے فرمایا: اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے۔ اِس حقیقت کی گواہی دینا کہ اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور (حضرت) محمد (ﷺ) اُس کے بندے اور رسول ہیں (ﷺ)' نماز قائم کرنا' زکوٰۃ دینا اور رمضان المبارک کے روزے رکھنا''۔

اس حدیث شریف میں اِسلام کو ایسی عمارت سے تشبیہہ دی گئی ہے۔ جو پانچ ستونوں پر قائم ہو۔ دوسرے لفظوں میں مسلمانی کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے۔ اِنہی پانچ چیزوں کو ارکان اِسلام کہا گیا ہے۔ اِس لئے کسی مسلمان کے لئے اِس کی کوئی گنجائش نہیں کہ وہ اِن ارکان کے ادا کرنے میں غفلت کرے۔ اِسلام میں جو اہمیت اِن پانچ ارکان کو حاصل ہے وہ اِن کا اپنا مقام ہے وگرنہ جہاد فی سبیل اللہ' امر بالمعروف' نہی عن المنکر' حقوقِ والدین اور انفاق فی سبیل اللہ وغیرہ کی اپنی اپنی اہمیت اور حقیقت نمایاں ہے۔ اِسلام کا پہلا رکن اللہ تبارک وتعالیٰ کی وحدانیت اور رسول کریم ﷺ کی رسالت کی گواہی دینا ہے۔ اِس شہادت کا مقصد یہ نہیں کہ بس یہ مان لیا جائے کہ اللہ عزّ وجلّ' اللہ عزّ وجلّ ہے اور رسول کریم ﷺ' رسول اللہ ﷺ ہیں بلکہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات کو ازلی' ابدی' سرمدی' واجب الوجود اور اور وحدہ لاشرک ماننا اور اُس کی ذاتی اور حقیقی صفات کو ازلی اور ابدی حقیقی ماننا اور ایسے ہی رسول کریم ﷺ کی ذات وصفات کو ماننا ہے جو صفات ربِ کائنات نے انہیں عطاء فرمائی ہیں۔

جتنے انبیاء کرام علیہم السلام اِس دنیا میں معبوث فرمائے گئے سب کی دعوت وتبلیغ کا مشترکہ مرکزی نقطہ تھا کہ اَنْ لَّا تَعْبُدُوْا اِلَّا اللّٰہ یہ کہ اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں نبی کریم ﷺ نے اذکار میں سب سے زیادہ افضل ذکر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کو قرار دیا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ توحید ورسالت کے اسرار کی پہلی اور حقیقی حقیقت ہے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسول کریم ﷺ نے فرمایا: حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: اے میرے پروردگار مجھے وہ چیز سکھا جس سے میں تجھے یاد کروں یا جس کے وسیلے سے تجھے یاد کروں تو رب ذوالجلال نے فرمایا: قُلْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ '' لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہو'' حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: اے میرے رب یہ تو سارے بندے کہتے ہیں' میں تو کوئی ایسی خاص چیز چاہتا ہوں جو تو میرے لئے خاص فرمادے۔ رب العالمین نے ارشاد فرمایا: اے پیارے موسیٰ علیہ السلام اگر ساتوں آسمان اور میرے سوا اُن کی آبادی اور ساتوں زمینیں میزان کے ایک پلڑے میں رکھ دی جائیں اور لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ دوسرے پلڑے میں تو اُن سب پر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ بھاری ہوگا [2] حضرت موسیٰ علیہ السلام چونکہ خود نبی تھے اِس لئے اُنہیں صرف لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کے ورد کے بارے میں اِرشاد فرمایا گیا۔

---

[1] بخاری حدیث نمبر ۸' مسلم حدیث نمبر ۱۶' ترمذی حدیث نمبر ۲۶۰۹' مسند احمد جلد ۴ ص ۳۶۳' مشکوٰۃ حدیث نمبر ۴ مرقاۃ جلد ۱ ص ۱۲۰' مجمع الزوائد جلد ۱ ص ۴۸' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۱ ص ۳۵۸' صحیح ابن خزیمہ حدیث نمبر ۳۰۸' الترغیب والترہیب جلد ۱ ص ۲۲۹' شرح السنۃ جلد ۱ ص ۶۴۔ [2] ترمذی حدیث نمبر ۳۴۳۰' مشکوٰۃ حدیث نمبر ۲۳۰۹' مرقاۃ جلد ۵ ص ۲۱۸' مجمع الزوائد جلد ۱۰ ص ۸۲' مستدرک حاکم جلد ۱ حدیث نمبر ۵۲۸' الترغیب والترہیب جلد ۲ ص ۴۱۵' کنز العمال حدیث نمبر ۱۹۰۷۔

اِسلام کے بنیادی اصولوں میں پہلا اصول کلمہ توحید ورسالت کو قرار دیا گیا ہے یعنی جیسے اللہ رب العالمین کی الوہیت کا اقرار فرض ہے' ایسے ہی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی رسالت کا اقرار بھی فرض ہے۔ کلمہ میں لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللہ کے ساتھ ''محمد رسول اللہ'' بھی شامل ہے' ورنہ صرف لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللہ تو منافقین بھی کہتے ہیں اور آج بعض اقلیتیں بھی لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللہ پڑھتی ہیں مگر جس چیز سے انسان مومن بنتا ہے وہ ہے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات والا صفات کو ماننا۔ اِس عظیم کلمہ کے اقرار سے کفر کی گندگی دور ہوتی ہے' اِسے پڑھ کر کافر مومن ہوتا ہے' اِس سے مومن کے دل کا زنگ دور ہوتا ہے' اِس سے غفلت جاتی رہتی ہے دل میں بیداری آتی ہے۔ یہ حمد الٰہی اور نعت مصطفیٰ ﷺ کا مجموعہ ہے۔

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' رسول کریم ﷺ کا ارشاد عظیم ہے مَنْ شَهِدَ اَنْ لَّآ اِلٰـهَ اِلَّا اللہ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللہِ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ النَّارَ [۳] ''جو یہ گواہی دے کہ اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور یقیناً (حضرت) محمد (ﷺ) اللہ (جل مجدہٗ الکریم) کے رسول (کریم ﷺ) ہیں تو اللہ (تبارک وتعالیٰ) اُس پر دوزخ کی آگ حرام فرمائے گا''۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں' قبیلہ عبدقیس کا نمائندہ وفد رسول کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوا' رسول کریم ﷺ نے اُس قبیلے یا قوم کا استقبال فرمایا: رسول کریم ﷺ نے اَمَرَهُمْ بِالْاِيْمَانِ بِاللہِ وَحْدَهٗ انہیں خدائے وحدہ لاشریک پر ایمان لانے کا حکم فرمایا: آپ ﷺ نے فرمایا: اَتَدْرُوْنَ مَا الْاِيْمَانُ بِاللہِ وَحْدَهٗ؟ کیا تم جانتے ہو کہ اللہ وحدہٗ (لاشریک) پر ایمان لانا کیا ہے؟ اَللہُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ ''اللہ (تبارک وتعالیٰ) اور اُس کے پیارے رسول ﷺ خوب جانیں' تو آپ ﷺ نے فرمایا: شَهَادَةُ اَنْ لَّآ اِلٰـهَ اِلَّا اللہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللہِ وَاِقَامُ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءُ الزَّكٰوةِ وَصِيَامُ رَمَضَانَ [۴] ''یہ گواہی دینا کہ اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور حضرت محمد (مصطفیٰ ﷺ) اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے رسول ہیں (ﷺ) نماز قائم رکھنا' زکوٰۃ دینا اور رمضان المبارک کے روزے رکھنا''۔

کلمہ توحید ورسالت کے اقرار کے بعد دوسرا اہم اصول اور ستون نماز ہے اور نماز سے مراد نماز پنجگانہ ہے۔ نماز ایک ایسی عبادت ہے جس سے ایمان والے طالبان حق راہ پاتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نماز پڑھ کر راحت قلب حاصل فرماتے تھے اور سیّدنا حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو فرماتے تھے اَرِحْنَا يَا بِلَالُ بِالصَّلٰوةِ [۵] ''اے بلال رضی اللہ عنہ ہمیں نماز سے خوش کر''۔ نماز دربارِ حق میں حاضری کا ذریعہ ہے۔ سرکارِ کائنات ﷺ نے فرمایا: میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں رکھ دی گئی ہے۔ نماز دین کا اہم ستون ہے۔ اِسی لئے کلمہ توحید ورسالت کے بعد اِسے بیان کیا گیا ہے۔ نماز شیطان کا منہ کالا کرتی ہے۔ نماز افضل جہاد ہے۔ نماز دل کا نور ہے۔ نماز اِسلام اور کفر کے درمیان حائل ہے۔ نماز مومن کی معراج ہے۔ نماز کا مقام دین میں ایسے ہے جیسے سر کا مقام انسانی جسم سے ہے۔ نماز انسان کو ہر برائی اور بے حیائی سے روکتی ہے۔ نماز مومن کی قبر کو نور سے منور کر دیتی ہے۔ کشف المحجوب میں حضرت داتا گنج بخش ہجویری قدس سرہ العزیز لکھتے ہیں کہ کوئی شخص نماز کے بغیر اللہ تبارک وتعالیٰ کا ولی نہیں ہو سکتا۔ نماز پنجگانہ تمام عبادات سے پیاری ہے۔ قیامت کے دن سب سے پہلے نماز کی پوچھ ہو گی کلمہ قولی عبادت جبکہ زکوٰۃ مالی عبادت ہے اور حج مالی اور بدنی عبادت ہے۔ کلمہ شہادت کے بغیر انسان مومن نہیں ہوتا اِس لئے اِسے سب سے پہلے بیان فرمایا۔ اِس کے بعد نماز کا ذکر فرمایا:

---

[۳] مشکوٰۃ حدیث نمبر ۳۶' مرقاۃ جلد ۱ ص ۱۸۸' مسلم حدیث نمبر ۲۹' ترمذی حدیث نمبر ۲۶۳۸' مسند احمد جلد ۵ ص ۳۱۸' مسند ابوعوانہ' جلد ۱ ص ۱۶' الترغیب والترہیب جلد ۲ ص ۴۱۳' کنز العمال حدیث نمبر ۱۹۹۔ ۱۶۸۳۹۔ [۴] مشکوٰۃ حدیث نمبر ۱۷' بخاری حدیث نمبر ۵۳' مسلم حدیث نمبر ۱۷' مرقاۃ جلد ۱ ص ۱۵۹۔ [۵] فتح الباری جلد ۱ ص ۳۴۵' المعجم الصغیر للطبرانی جلد ۱ ص ۲۶۲' مسند ابی حنیفہ ص ۵۴' جامع مسانید ابی حنیفہ جلد ۱ ص ۴۰۶' البدایہ والنہایہ جلد ۶ ص ۳۰' قرطبی جلد ۵ جز ۱۰ ص ۱۶۷' تاریخ بغداد للخطیب جلد ۱۲ ص ۳۷۲۔

کیونکہ یہ دین کا ستون ہے (اَلصَّلٰوۃُ عِمَادُالدِّیْنِ) اِس کے بعد زکوٰۃ کا ذکر فرمایا: کیونکہ یہ نماز کی ساتھی ہے نماز اور زکوٰۃ کی فرضیت میں کوئی فرق نہیں۔ زکوٰۃ کے لغوی معنی ہیں پاکی اور بڑھنا۔ زکوٰۃ کی برکت سے نفسِ انسانی بخل کے میل سے پاک وصاف ہوتا ہے نیز اِس کی وجہ سے مال میں برکت ہوتی ہے۔ اِس لئے اِسے زکوٰۃ کہتے ہیں۔ زکوٰۃ کا سبب بڑھنے والا مال ہے اور اِس کے شرائط اِسلام آزادی، عقل، بلوغ اور مال کا قرض سے خالی ہونا ہے۔ کل چار مالوں پر زکوٰۃ فرض ہے سونا، چاندی، نقدی، مال تجارت، جنگل میں چرنے والے جانور اور زمینی پیداوار۔ مال تجارت، سونا، چاندی اور نقدی وغیرہ پر چالیسواں حصہ زکوٰۃ ہے جبکہ زمینی پیداوار پر دسواں اور بیسواں حصہ زکوٰۃ فرض ہے۔

حضرت عبداللہ بن عوفی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب کوئی قوم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں زکوٰۃ لے کر حاضر ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اُن کے لئے رحمت کی دُعا فرماتے۔

زکوٰۃ کے بعد حج کا ذکر کیا گیا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی متفق علیہ روایت میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک سائل کے سوال عرض کرنے پر بیان ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کے بعد سب سے افضل عمل اللہ تبارک وتعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنا اور پھر حج مبرور یعنی مقبول حج ہے۔ [۶] حج مالی اور بدنی عبادت ہے اِس لئے اِس کا بھی بڑا درجہ ہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَنْ مَلَکَ زَادًا وَرَاحِلَةً تُبَلِّغُهُ اِلٰی بَیْتِ اللّٰهِ وَلَمْ یَحُجَّ فَلَا عَلَیْهِ اَنْ یَّمُوْتَ یَهُوْدِیًّا اَوْ نَصْرَانِیًّا [۷]

''جو شخص زادِراہ اور سواری کا مالک ہو کہ اُسے بیت اللہ شریف تک پہنچا سکے پھر حج نہ کرے تو اِس میں فرق نہیں کہ وہ یہودی ہو کر مرے یا عیسائی ہو کر''۔ اور یہ اِس لئے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے وَلِلّٰهِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْهِ سَبِیْلًا ''اور لوگوں پر اللہ تبارک وتعالیٰ کے لئے بیت اللہ شریف کا حج فرض ہے جو وہاں تک راستہ طے کر سکے''۔

زیر بحث حدیث شریف میں حج کے بعد روزہ کا ذکر ہے روزہ کا مقصد نفس کا توڑنا، دل میں صفائی پیدا کرنا، فقراء ومساکین کی موافقت کرنا اور مساکین پر اپنے دل کو نرم بنانا ہے۔ رمضان المبارک کے مہینے میں پانچ بڑی عبادات ہیں:

(۱) روزہ (۲) نماز تراویح (۳) اعتکاف (۴) قیام شب قدر اور (۵) کثرت سے تلاوت قرآن مجید۔

جو شخص ایمان اور اخلاص کے ساتھ روزے رکھے، راتوں کو عبادت کرے اور شب قدر میں ایمان اور اخلاص کے ساتھ اللہ تبارک وتعالیٰ کی بندگی بجالائے اُس کے پچھلے سارے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں انسان کی نیکیاں دس گنا سے سات سو گنا تک بڑھائی جاتی ہیں رب کریم فرماتا ہے اَلصَّوْمُ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِهٖ روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا۔ انسان میرے لئے اپنی خواہشات اور کھانا پینا چھوڑتا ہے اور روزہ ڈھال ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ میں دُعا ہے اللہ کریم ہمیں اسلام کے بنیادی اصولوں پر قائم ودائم فرمائے اور نور ایمان سے ہمارے اعمال اور قلوب کو منور فرمائے۔ آمین!

رمضان المبارک کے فضائل ومسائل جاننے کے لئے

مدیر اعلیٰ ماہنامہ ''سیدھا راستہ'' لاہور کی لکھی ہوئی کتاب

''رمضان المبارک کے فضائل ومسائل''

کا مطالعہ کریں۔ (ہدیہ: ۴۰ روپے) ملنے کا پتا: جامع مسجد نگینہ A-977، بلاک بی III، گجر پورہ سکیم لاہور 6823128

(بذریعہ ڈاک حاصل کرنے کے لئے ۴۰ روپے کا ڈاک ٹکٹ بھیجیں۔)

[۶] بخاری حدیث نمبر ۲۶، مسلم حدیث نمبر ۸۳، ترمذی حدیث نمبر ۱۶۵۸، نسائی حدیث نمبر ۲۶۲۴، دارمی جلد ۲ ص ۲۱۴، مسند احمد جلد ۶ ص ۳۷۲، مشکوٰۃ حدیث نمبر ۲۵۰۶، مرقاۃ جلد ۵ ص ۴۲۲۔ [۷] ترمذی حدیث نمبر ۸۱۲، مشکوٰۃ حدیث نمبر ۲۵۲۱، مرقاۃ جلد ۵ ص ۴۳۴، نصب الرایۃ جلد ۴ ص ۴۱۰، درمنثور جلد ۲ ص ۵۶ (طبع جدید) کنز العمال حدیث نمبر ۱۱۸۷۷۔۱۱۸۶۹۔

خطبہ استقبال رمضان

از: صاحبزادہ حافظ خلیل احمد یوسفی (متعلم جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور)

عَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِیِّ قَالَ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ اٰخِرِ یَوْمٍ مِّنْ شَعْبَانَ فَقَالَ یَا اَیُّھَا النَّاسُ قَدْ اَظَلَّکُمْ شَھْرٌ عَظِیْمٌ شَھْرٌ مُبَارَکٌ شَھْرٌ فِیْہِ لَیْلَۃٌ خَیْرٌ مِنْ اَلْفِ شَھْرٍ جَعَلَ اللّٰہُ صِیَامَہٗ فَرِیْضَۃً وَقِیَامَ لَیْلِہٖ تَطَوُّعًا مَنْ تَقَرَّبَ فِیْہِ بِخَصْلَۃٍ مِّنَ الْخَیْرِ کَانَ کَمَنْ اَدّٰی فَرِیْضَۃً فِیْمَا سِوَاہُ وَمَنْ اَدّٰی فَرِیْضَۃً فِیْہِ کَانَ کَمَنْ اَدّٰی سَبْعِیْنَ فَرِیْضَۃً فِیْمَا سِوَاہُ وَشَھْرُ الصَّبْرِ وَالصَّبْرُ ثَوَابُہُ الْجَنَّۃُ وَشَھْرُ الْمَوَاسَاۃِ وَشَھْرٌ یُزَادُ فِیْہِ رِزْقُ الْمُؤْمِنِ مَنْ فَطَّرَ فِیْہِ صَائِمًا کَانَ لَہٗ مَغْفِرَۃً لِّذُنُوْبِہٖ وَعِتْقَ رَقَبَتِہٖ مِنَ النَّارِ وَکَانَ لَہٗ مِثْلُ اَجْرِہٖ مِنْ غَیْرِ اَنْ یَّنْتَقِصَ مِنْ اَجْرِہٖ شَیْءٌ قُلْنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ لَیْسَ کُلُّنَا یَجِدُ مَا یُفَطِّرُ بِہِ الصَّائِمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ یُعْطِی اللّٰہُ ھٰذَا الثَّوَابَ مَنْ فَطَّرَ صَائِمًا عَلٰی مَذْقَۃِ لَبَنٍ اَوْ تَمْرَۃٍ اَوْ شَرْبَۃٍ مِنْ مَّآءٍ وَمَنْ اَشْبَعَ صَائِمًا سَقَاہُ اللّٰہُ مِنْ حَوْضِیْ شَرْبَۃً لَا یَظْمَأُ حَتّٰی یَدْخُلَ الْجَنَّۃَ وَھُوَ شَھْرٌ اَوَّلُہٗ رَحْمَۃٌ وَاَوْسَطُہٗ مَغْفِرَۃٌ وَاٰخِرُہٗ عِتْقٌ مِّنَ النَّارِ وَمَنْ خَفَّفَ عَنْ مَّمْلُوْکِہٖ فِیْہِ غَفَرَ اللّٰہُ لَہٗ اَعْتَقَہٗ مِنَ النَّارِ [۱]

''حضرت سلمان فارسی (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے ہمیں شعبان (المعظم) کے آخری دن خطاب فرمایا: (اُس میں) آپ (ﷺ) نے ارشاد فرمایا: اے لوگو! تم پر ایک عظیم [۱] مہینہ سایہ فگن ہونے والا ہے۔ یہ مہینہ برکت والا ہے اِس میں ایک رات ایسی ہے جو ہزار مہینوں سے افضل ہے۔ [۲] اِس (مہینے) کے روزے اللہ (تبارک وتعالیٰ واجب الوجود مطلق وبسیط و بے حد جل جلالہ) نے فرض فرمائے ہیں۔ اِس کی راتوں کا قیام [۳] زائد عبادت بنایا۔ جو کوئی (صاحبِ ایمان) اِس مہینے میں رب ذوالجلال کی رضا اور قرب حاصل کرنے کے لئے غیر فرض عبادت (یعنی سنت یا نفل) ادا کرے گا تو وہ گویا ایسے ہے جیسے دوسرے مہینے میں فرض ادا کیا اور جو اِس مہینے میں فرض ادا کرے گا وہ ایسے ہوگا جیسے اُس نے دوسرے مہینے میں ستر فرض [۴] ادا کئے۔ یہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا ثواب جنت ہے۔ یہ ہمدردی اور غم خواری کا مہینہ ہے اور یہی وہ مہینہ ہے جس میں مومن بندوں کے رزق میں اضافہ کیا جاتا ہے۔ اِس مہینہ میں جو (صاحبِ ایمان) کسی (ایمان والے) کا روزہ افطار کروائے گا۔ (اُس کے لئے تین اجر ہیں) (۱)۔ اُس کے لئے اُس کے گناہوں کی بخشش ہے۔ (۲)۔ اُس کی گردن (جہنم کی) آگ سے آزاد ہوگی۔ (۳)۔ اُس کو روزہ وار کی طرح ثواب ملے گا۔ [۵] بغیر اِس کے کہ روزہ دار کے ثواب میں کوئی کمی ہو۔ (حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) ہم نے عرض کیا یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) ہم سے ہر ایک کو روزہ افطار کروانے کا سامان میسر نہیں ہوتا ہے۔ (تو کیا غربا اِس عظیم، بے مثال، ثواب سے محروم رہیں گے۔ غریبوں کے ملجا، یتیموں کے ماویٰ، بیکسوں کے والی) رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ اللہ (تبارک وتعالیٰ) یہ ثواب اُس ایمان والے کو بھی عطا فرمائے گا۔ جو دُودھ کے ایک گھونٹ سے یا کھجور سے یا صرف پانی کے ایک گھونٹ سے روزہ دار کا روزہ افطار کروادے (حضور نبی کریم ﷺ نے سلسلہء خطاب کو جاری رکھتے ہوئے ارشاد فرمایا) اور جو کسی روزہ دار کو پورا کھانا کھلائے (یعنی خوب سیر کرے) اللہ

---

[۱] مشکوٰۃ ص ۱۷۳، الجامع لشعب الایمان للبیہقی جلد ۲ ص ۲۱۶، صحیح ابن خزیمہ جلد ۳ ص ۱۹۱، الترغیب والترہیب جلد ۲ ص ۹۴، تفسیر مظہری جلد ۱ ص ۱۹۹، درمنثور جلد ۱ ص ۴۴۶ (طبع جدید)، کنز العمال حدیث نمبر ۲۴۲۷، ۲۳۷۱۴، اللسان المیزان جلد ۶ ص ۳۲۱، تاریخ بغداد جلد ۱۴ ص ۲۹۶۔۲۹۵، المیزان جلد ۴ ص ۴۶۵۔ [۲] مشکوٰۃ ص ۱۷۴، مرآۃ جلد ۳ ص ۱۴۱، درمنثور جلد ۱ ص ۱۸۵، مجمع الزوائد جلد ۳ ص ۱۵۔

(تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم) اُس کو میرے حوضِ کوثر سے ایسا سیراب کرے گا کہ اُس کو کبھی پیاس نہیں لگے گی۔ یہاں تک کہ وہ جنت میں داخل ہو جائے گا (بعد ازیں آقائے دو جہاں علیہ الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ والثنا نے اِرشاد فرمایا) یہ وہ مہینہ ہے جس کے اوّل حصّہ میں رحمت ہے، درمیانی حصّہ میں مغفرت ہے اور آخری حصّہ آگ سے آزادی ہے اور جو شخص اِس مہینے میں اپنے غلام وخادم کے کام میں تخفیف کرے گا، اللہ (غفور ورحیم) اُسے بخش دے گا اور اُسے (جہنم کی) آگ سے رہائی اور آزادی عطا فرمائے گا۔

تشریح:

شعبان المعظم کے اختتام اور ماہ رمضان المبارک کی آمد کے موقع پر ہمارے رؤف ورحیم محبوب نبی ﷺ نے خطبہ ارشاد فرما کر اُمتیوں کے لئے استقبالِ رمضان کی محفل سجانے کے لئے اور ماہ صیّام کے احترام اور انتظام وانصرام کے سلسلہ میں نمونہ عطا فرمایا: اب اگر صاحبِ ایمان شعبان المعظم کے آخری دن یہی خطبہ لوگوں کو سناتا ہے اور رمضان المبارک کی فضیلت واہمیت بیان کرتا ہے تو اِس کا مطلب یہ ہے کہ اُس نے اپنے آقا ومولیٰ کریم محبوب ﷺ کا اتباع کیا۔ اور یہ حقیقت اظہر من الشمس ہے کہ حضور پاک ﷺ کے اتباع میں اللہ ربّ العزّت کی خوشنودی ہے بلکہ ارشادِ خداوندی ہے جو میرے پیارے محبوب ﷺ کا اتباع کرے گا میں اُس کو اپنا محبوب بنا لوں گا اور اُس کے پچھلے گناہوں کو بخش دوں گا۔ سبحان اللہ!

۱ صاحبِ قرآن محبوبِ رحمان ہمارے ایمان انبیاء کے سلطان علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے ماہِ صیّام کو عظیم مہینہ ارشاد فرمایا ہے۔ اِس مہینہ کی صفت ''عظیم'' بیان فرمائی ہے۔ کیا شان ہے! ''اللہ تبارک وتعالیٰ بھی عظیم، اُس کا عرش بھی عظیم، اُس کا فضل بھی عظیم، اُس کا قرآن بھی عظیم، اُس کے محبوب ﷺ کا خُلق بھی عظیم، اور اپنے پیارے محبوب ﷺ کو جو ماہِ صیّام عطا فرمایا وہ ماہِ مبارک بھی عظیم، خالق بھی عظیم اور مخلوق بھی، خالقِ کائنات کا عظیم ہونا ذاتی، حقیقی، ازلی، ابدی اور سرمدی معنوں میں ہے، اور مخلوق کا عظیم ہونا عطائی اور مجازی معنوں میں ہے یہی بات غیر مقلّدین کو جو اصل میں ابن تیمیّہ کے مقلّدین ہیں، سمجھ میں نہیں آتی اور وہ ہر طرح بس شرک ہی کے فتوے لگاتے رہتے ہیں۔ کبھی شرک فی علم اور کبھی شرک فی التصرف کی اصطلاحوں سے مسلمانوں کو کافر بناتے ہیں۔ اور صاحبِ ''تقویۃ الایمان'' مولوی محمد اسمٰعیل دہلوی نے لکھا ہے کہ ''خواہ سمجھے کہ اللہ نے اُن کو ایسی قدرت بخشی ہے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔'' حالانکہ باذن بامر اللہ مانا جائے تو پھر شرک کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

۲ رمضان المبارک کے مہینے میں راتوں کا قیام (تراویح کی نماز) زائد عبادت ہے اور یہ سنّتِ مؤکّدہ ہے صرف تین راتیں باجماعت پڑھنا رسول اللہ ﷺ کی سنّت ہے اور سارا مہینہ باجماعت نمازِ تراویح ادا کرنا اور کروانا سنّتِ فاروقی رضی اللہ عنہ ہے۔ اب مستقل طور پر ہمیشہ سے باجماعت ادا کی جاتی ہے، صحابہ کرام، آئمہ، بزرگانِ دین رضی اللہ عنہم کا عمل رہا ہے آج بھی اُمّتِ مصطفیٰ ﷺ نمازِ تراویح باجماعت ادا کرتی ہے۔

۳ اِس خطبۂ مبارک میں رمضان المبارک کی سب سے بڑی فضیلت یہ بیان کی گئی ہے، ''کہ اِس مہینہ میں ایک ایسی رات ہے جو ہزاروں مہینوں سے افضل ہوتی ہے''۔ ہزار مہینے تراسی (۸۳) سال اور چار (4) ماہ بنتے ہیں۔ جو تقریباً تیس ہزار راتیں ہوتی ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ سے قرب ورضا کے طالب امام الانبیاء ﷺ کے عاشق غلام ایک رات میں اتنی مسافت طے کر سکتے جو دوسری ہزاروں راتوں میں طے نہیں ہو سکتی، اِس مادی دنیا میں تیز رفتار ہوائی جہاز یا راکٹ کے ذریعے مہینوں اور سالوں کا سفر دنوں اور گھنٹوں میں طے کیا جاتا ہے۔ اِسی طرح تراسی سال اور چار ماہ کے قربِ الٰہی کے سفر کو ایک شبِ قدر میں طالبانِ صادق طے کر لیتے ہیں۔ ماشاء اللہ۔

۴ حضرت مولانا مفتی احمد یار خان صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے مرآۃ شرح مشکوٰۃ کتاب الصوم تیسری فصل کی چوتھی حدیث کی شرح میں جلد ۳ ص ۱۴۰،

حاشیہ نمبرا پر لکھا ہے، ماہِ رمضان کے نفل دوسرے مہینوں کے فرض کے برابر ہیں اور اِس ماہ کی فرض عبادت دوسرے ماہ کے ستر فرائض کی مثل ہیں۔ لہٰذا اگر مکہ معظّمہ میں رمضان المبارک میں ایک فرض ادا کیا جائے تو اس کا ثواب ستر لاکھ فرضوں کا ہے۔ کیونکہ اور دنوں میں وہاں ایک کا ثواب ایک لاکھ ہے تو رمضان المبارک میں ستر ۷۰ لاکھ۔ مدینہ منورہ میں ماہِ رمضان المبارک کے ایک فرض کا ثواب ۳۵ پینتیس لاکھ ہے۔ یہ زیادتی رمضان المبارک کے عام دنوں میں ہے، شبِ قدر اور رمضان المبارک کے جمعوں کی نیکیاں تو بہت زیادہ ہونگی۔ بفضلہٖ تعالیٰ

۵ روزہ افطار کرانے والے شخص کو ثواب تو ملتا ہے مگر روزہ ادا نہیں ہوتا روزہ تو ہر امیر، غریب، تندرست، مقیم، صاحبِ ایمان کو رکھنا ہوگا۔

۶ افطار کرانے سے مقصد پیٹ بھر کر کھانا کھلانا نہیں، روزہ تو ایک گھونٹ یا لقمہ سے ہی افطار ہو جاتا ہے۔ اگر چند احباب مل کر کسی کا روزہ افطار کروائیں، مثلاً کسی نے کھجور سے، کسی نے سموسے سے، کسی نے دودھ سے، کسی نے شربت سے، کسی نے کچھ اور چیز سے اور کسی نے کچھ اور چیز سے، علیٰ ہذا القیاس اگرچہ روزہ دار کسی ایک چیز سے روزہ افطار کریگا مگر ثواب سب کو ملے گا کیونکہ ہر ایک کی نیّت روزہ افطار کرانے کی ہے۔ یہ عنایت ربّ العالمین جلّ جلالہ کی اور صدقہ ہے رحمۃ العالمین علیہ الصلوٰۃ والسّلام کا۔

۷ حضور پاک ﷺ نے حوض کی اپنی طرف نسبت فرمائی ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ماہِ صیّام میں روزہ دار کو پیٹ بھر کر کھانا کھلانے والے کو میرے ''حوض کوثر'' سے پانی پلائے گا۔ وہ لوگ عقل وفہم سے کام لیں، خوف خدا کریں، فرقہ پرستی سے بچیں جو غیر خدا کے نام لگی ہوئی چیزوں کو حرام کہتے ہیں، اِس فہرست میں اہلحدیث اور دیوبندی افراد سب شامل ہیں جو یہ کہتے تھکتے نہیں کہ جس چیز پر اللہ تبارک وتعالیٰ کے سوا غیر کا نام پکارا جائے وہ چیز حرام ہے **لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم**۔

اشرف علی تھانوی، رشید احمد گنگوہی۔ مفتی محمد شفیع، غلام اللہ خاں، عبدالقادر روپڑی صاحبان وغیرہ سبھی ایسا ہی عقیدہ رکھتے ہیں جب کہ آقائے دو جہاں صاحبِ شریعت صاحبِ قرآن ﷺ خود فرماتے ہیں ''میرا حوض''۔ دنیا سے پردہ فرمانے کے بعد اب بھی وہ حضور پاک ﷺ کا ہی حوضِ کوثر ہے۔ حوضِ کوثر پر سرکارِ دو عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام پکارا جاتا ہے۔

تبصرہ کتب

۱۔ دستگیر دو جہان حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ

زیر نظر کتابچہ غیر مقلدین کے ایک رسالے کے جواب میں لکھا گیا ہے خوبصورت علمی کتابچہ ہے۔

ہدیہ: ۱۲ روپے کے ڈاک ٹکٹ ملنے کا پتا: ادارہ معارف نعمانیہ ۳۲۳۔ مرکزی مسجد حنفیہ غوثیہ رضویہ شاد باغ لاہور۔

۲۔ نورانی حکایات:

مرتبہ: مولانا محمد منشاء تابش قصوری

اس کتاب میں اولیائے کرام کے مستند واقعات اور حکایات بیان کئے گئے ہیں جو قارئین کرام کے لئے مشعل راہ ثابت ہوں گے۔ ہدیہ: ۱۳۵ روپے

ملنے کا پتا: کرمانوالہ بک شاپ دکان نمبر ۲ دربار مارکیٹ لاہور

۳۔ ہمسایوں کے حقوق:

از قلم: منیر احمد یوسفی ایڈیٹر ماہنامہ ''سیدھا راستہ'' لاہور

ایڈیٹر ماہنامہ ''سیدھا راستہ'' لاہور کی تالیف کردہ زیرِ نظر کتاب کا دوسرا خوبصورت ایڈیشن شائع ہو چکا ہے۔ حقوق ہمسائیگی سے آگاہی کرنے کے لئے بہترین کتاب ہے۔ ہر کلمہ گو یہ کتاب پڑھ کر توشۂ آخرت اکٹھا کرنا چاہیے۔

ہدیہ: ۴۰ روپے ملنے کا پتا: جامع مسجد نگینہ A-977 بلاک بی ۱۱۱ گجر پورہ سکیم لاہور۔

قیامِ رمضان

(ادارہ)

نمازِ تراویح مسلمانوں کے لئے ایک زائد نماز ہے جو صرف ماہِ رمضان المبارک میں ادا کی جاتی ہے اور ماہِ صیام کا چاند نظر آتے ہی پہلی رات سے نماز عشاء کی جماعت کے بعد دو سنتیں اور دو نفل پڑھنے کے بعد باجماعت بیس رکعتیں پڑھی جاتی ہیں اور روزوں کے مہینے میں نمازِ تراویح کو باجماعت ادا کرنے کے بعد وتر بھی باجماعت ادا کئے جاتے ہیں۔ جو مسلمان باجماعت نماز عشاء ادا کرتا ہے وہ وتر بھی باجماعت پڑھتا ہے اور جس کی نماز عشاء باجماعت ادا نہ ہو سکے وہ وتر بھی اکیلا ہی پڑھتا ہے۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' رسول کریم ﷺ نے شعبان المعظم کے مہینہ کے آخری دن ہمیں خطاب کرتے ہوئے فرمایا: **جَعَلَ اللّٰهُ صِيَامَهُ فَرِيْضَةً وَقِيَامَ لَيْلِهِ تَطَوُّعًا**[1] ''اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے اِس (ماہِ مبارک) کے روزے فرض قرار دیئے ہیں اور اِس کی رات (یعنی راتوں) کا قیام زائد عبادت ہے''۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' میں نے رسول اللہ ﷺ کو رمضان المبارک کے مقدس مہینے کے بارے میں یہ فرماتے ہوئے سنا کہ **مَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِيْمَانًا وَّ اِحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ**[2] ''جو ایمان کے ساتھ طلبِ ثواب کی نیت سے رمضان (المبارک کی رات کو نمازِ تراویح پڑھنے) کے لئے کھڑا ہوا اُس کے پہلے سب گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں''۔

نبی کریم ﷺ خود بھی نمازِ تراویح پڑھتے تھے۔ آپ ﷺ نے تین راتیں نمازِ تراویح باجماعت کروائی پھر اِس خیال سے کہ کہیں یہ نماز فرض نہ ہو جائے جماعت ترک فرمائی اور اکیلے پڑھتے رہے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔ ملاحظہ ہو:

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ''ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ روزے رکھے تو رسول اللہ ﷺ نے ہمارے ساتھ رمضان (المبارک کے مہینے) میں قیام نہ فرمایا یہاں تک کہ (انتیس دنوں والے رمضان المبارک کے) سات دن باقی رہ گئے پھر نبی کریم ﷺ نے ہمارے ساتھ تیئیسویں رات کو قیام فرمایا یہاں تک کہ تہائی رات گزر گئی پھر چھٹی رات (اختتام کی طرف سے) یعنی چوبیسویں رات ہوئی تو آپ ﷺ نے ہمارے ساتھ قیام (رمضان المبارک) نہ فرمایا' (یعنی ہمارے ساتھ تراویح ادا نہ فرمائی) پھر اِس حساب سے پانچویں شب یعنی پچیسویں رات آئی تو حضور ﷺ نے (مسجد نبوی شریف میں تشریف لا کر) ہمارے ساتھ قیام (رمضان المبارک) فرمایا یہاں تک کہ نصف رات گزر گئی۔ پھر (حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) میں نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) کاش! اِس رات کے قیام کو آپ ﷺ ہمارے لئے زیادہ فرماتے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: **اِنَّ الرَّجُلَ اِذَا قَامَ مَعَ الْاِمَامِ حَتّٰى يَنْصَرِفَ كُتِبَ لَهٗ قِيَامَ لَيْلَةٍ** ''جب کوئی شخص امام کے فارغ ہونے تک اُس کے ساتھ نماز پڑھتا ہے تو اُس کے لئے رات کا قیام لکھا جاتا ہے''۔ پھر جب اِس حساب سے چوتھی رات یعنی چھبیسویں رات آئی تو حضور ﷺ نے ہمارے ساتھ قیام نہ فرمایا۔ پھر اِس کے بعد بحساب مذکور تیسری یعنی ستائیسویں شب آئی تو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی ازواج مطہرات' اہل و عیال اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جمع فرمایا اور ہمارے ساتھ قیام فرمایا یہاں تک کہ ہم ڈرے کہ ہم سے فلاح فوت نہ ہو جائے۔ میں نے

---

[1] بیہقی فی شعب الایمان جلد ۷ ص ۲۱۷' صحیح ابن خزیمہ جلد ۳ ص ۱۹۱' مشکوٰۃ ص ۱۷۳' الترغیب والترہیب جلد ۲ ص ۹۴' درمنثور جلد ۱ ص ۱۸۴' کنز العمال حدیث نمبر ۲۳۷۱۴-

[2] بخاری جلد ۱ ص ۱۰-۲۶۹' شرح السنۃ جلد ۳ ص ۵۰۸' دارمی جلد ۲ ص ۲۶' الترغیب والترہیب جلد ۲ ص ۹۱' مسند احمد جلد ۲ ص ۴۰۸-۲۸۱' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۲ ص ۴۹۳-۴۹۲' ابوداؤد جلد ۱ ص ۲۰۱' نسائی جلد ۱ ص ۳۰۷-۳۰۸' مسلم جلد ۱ ص ۲۵۹' مجمع الزوائد جلد ۲ ص ۱۷۳' مشکوٰۃ ص ۱۱۴' قرطبی جلد ۴ جز ۸ ص ۲۵۸' موطا امام مالک ص ۹۶' ترمذی جلد ۱ ص ۱۶۷-

کہا فلاح کیا ہے؟ فرمایا سحری۔ پھر بقیہ مہینے (یعنی مہینے کی باقی راتوں) میں رسول اللہ ﷺ نے ہمارے ساتھ قیام نہ فرمایا''۔[۳]

دوسری روایت میں مذکورہ بالا حدیث شریف کے عنوان کی تکمیل ہے۔ اُم المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں' رسول اللہ ﷺ آدھی رات کو باہر تشریف لائے اور مسجد میں نماز پڑھی اور آپ ﷺ کے ساتھ لوگوں نے بھی آپ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی۔ صبح کو لوگوں نے اِس کا تذکرہ کیا تو دوسرے روز اِس سے زیادہ لوگ جمع ہو گئے اور اُنہوں نے آپ ﷺ کے ساتھ نماز (تراویح) پڑھی۔ صبح لوگوں نے اِس کا چرچا کیا تو تیسری رات نمازی بہت زیادہ ہو گئے۔ جناب رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لائے اور نماز پڑھی۔ لوگوں نے بھی آپ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی۔ جب چوتھی رات آئی تو مسجد نمازیوں سے عاجز آ گئی۔ (یعنی خوب بھر گئی اِس رات آپ ﷺ مسجد میں نماز تراویح پڑھنے کے لئے نہیں آئے۔) حتیٰ کہ آپ ﷺ صبح کی نماز کے لئے باہر تشریف لائے جب صبح کی نماز پڑھ لی تو لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور خطبہ پڑھا پھر فرمایا' اللہ تبارک و تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد! شان یہ ہے کہ مسجد میں تمہارا موجود ہونا مجھ پر مخفی نہ تھا۔ لیکن مجھے ڈر ہوا کہ کہیں تم پر (تراویح کی) نماز فرض نہ ہو جائے پھر تم اُس کے ادا کرنے سے عاجز ہو جاؤ۔ یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ دنیا سے پردہ فرما گئے اور یہ معاملہ اسی طرح رہا۔[۴] اور اُم المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہی مروی ہے کہ ایک رات نبی کریم ﷺ نے مسجد میں نماز پڑھی تو لوگوں نے بھی آپ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی پھر دوسری رات آپ ﷺ نے نماز پڑھی اور لوگ اور زیادہ جمع ہو گئے پھر تیسری یا چوتھی رات لوگ اور زیادہ جمع ہو گئے اور جناب رسول اللہ ﷺ لوگوں کے پاس تشریف نہ لائے جب صبح ہوئی تو فرمایا: جو کچھ تم نے کیا میں نے دیکھا ہے اور تمہارے پاس آنے سے مجھے کسی نے منع نہیں کیا مگر اس بات نے کہ تم پر رات کی نماز فرض ہو جائے گی اور یہ رمضان المبارک کا واقعہ ہے۔[۵]

مذکورہ بالا روایات سے یہ بات واضح ہو رہی ہے کہ رمضان شریف کی تین راتوں میں حضور ﷺ نے اوّل شب سے نمازِ تراویح شروع فرمائی۔ پہلی رات میں تہائی حصّہ گزرنے کے بعد فراغت ہوئی' دوسری رات نصف شب گزر جانے کے بعد اور تیسری رات اوّل تا آخر نماز پڑھنے میں گزری۔ بہرحال یہ حقیقت بخوبی واضح ہے کہ نماز تراویح تینوں راتوں میں رسول کریم ﷺ نے اوّل وقت میں پڑھی۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یَرْغَبُ فِیْ قِیَامِ رَمَضَانَ مِنْ غَیْرِ اَنْ یَّاْمُرَھُمْ فِیْہِ بِعَزِیْمَۃٍ)[۶] ''رسول اللہ ﷺ رمضان المبارک میں نماز تراویح پڑھنے کی ترغیب فرماتے مگر حکم نہیں فرماتے تھے کہ لوگ عزیمت میں مبتلا ہوں'' کہ جو ایمان کے درست کرنے اور ثواب حاصل کرنے کے لئے نماز پڑھے تو اُس کے اگلے گناہ بخشے جائیں گے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے انتقال فرمایا۔ پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں یہی طریقہ رہا۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شروع خلافت میں بھی یہی طریقہ رہا۔

حضرت عبدالرحمن بن عبدالقاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رمضان المبارک کی رات حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ساتھ مسجد کی طرف گیا تو لوگ علیحدہ علیحدہ نماز پڑھ رہے تھے۔ کوئی شخص تنہا نماز پڑھ رہا ہے' کوئی نماز پڑھتا ہے تو اُس کے ساتھ کچھ لوگ نماز پڑھ رہے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا' اگر میں ان سب

---

۳ شرح السنۃ جلد۲ ص۵۱۱' ابوداؤد جلد۱ ص۲۰۲' ترمذی جلد۱ ص۱۶۶' نسائی جلد۱ ص۲۳۸۔ ۴ بخاری جلد۱ ص۲۶۹' مسلم جلد۱ ص۲۶۹' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۲ ص۴۹۲۔ ۵ شرح السنۃ جلد۲ ص۵۰۹-۵۰۸' بخاری جلد۱ ص۱۵۲' مسلم جلد۱ ص۲۵۹' موطا امام مالک ص۹۵' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۲ ص۴۹۲' نسائی جلد۱ ص۲۳۸' ابوداؤد جلد۱ ص۲۰۱۔ ۶ بخاری جلد۱ ص۲۶۹' مسلم جلد۱ ص۲۵۹' ابوداؤد جلد۱ ص۲۰۱' نسائی جلد۱ ص۳۰۷' ترمذی جلد۱ ص۱۶۷' مسند احمد جلد۲ ص۲۸۱' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۲ ص۴۹۲' مصنف ابن شیبہ جلد۲ ص۳۹۵' جلد۳ ص۱' الترغیب والترہیب جلد۲ ص۹۶' شرح السنۃ جلد۲ ص۵۰۸' موطا امام مالک ص۹۶۔

کو ایک قاری پر متفق کر دوں تو بہت ہی اچھا ہوگا۔ پھر انہوں نے یہ عزم کر لیا اور اُن کو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ پر متفق کیا۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عبدالقاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پھر دوسری رات میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ نکلا اور لوگ اپنے قاری صاحب کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا (نِعْمَ الْبِدْعَةِ هٰذَا) ''یہ اچھی بدعت ہے۔'' رات جس میں سوئے رہتے ہیں اُس سے بہتر ہے جس میں کھڑے رہتے ہیں۔ اُن کی مراد رات کا آخری حصّہ تھا اور لوگ رات کے پہلے حصّے میں کھڑے ہوتے تھے۔ ۶

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بدعت اِس لئے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ظاہری زمانہ حیات میں اور اِسی طرح حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں پورا مہینہ نماز تراویح باجماعت نہیں پڑھی جاتی تھی۔ دراصل بدعت کا معنی یہ ہے کہ کوئی ایسا فعل جاری کیا جائے جو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ظاہرہ زمانہ شریف میں نہ تھا۔ اِس کی بڑی دو قسمیں ہیں۔ اگر وہ شریعت میں مستحسن افعال میں سے ہے تو بدعت حسنہ ہے اور اگر شریعت کے مستحسن افعال میں سے نہیں ہے تو بدعت سیئہ ہے اور مَا رَاٰهُ الْمُسْلِمُوْنَ حُسْنًا فَهُوَ عِنْدَاللّٰهِ حُسْنٌ ۸ کے پیش نظر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ظاہری زمانۂ حیات کے بعد ہر نیا فعل اگر مسلمانوں کی نگاہ میں اچھا ہے تو اللہ تبارک وتعالیٰ کی نگاہ میں بھی اچھا ہے، وہ بدعتِ حسنہ ہے۔

بیس رکعت نماز تراویح:

۱۔ موطا امام مالک میں حدیث شریف ہے جس کے راوی حضرت یزید بن رومان ہیں، فرماتے ہیں كَانَ النَّاسُ يَقُوْمُوْنَ فِيْ زَمَانِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فِيْ رَمَضَانَ بِثَلٰثٍ وَّ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً ۹ ''کہ لوگ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں تیئس رکعات پڑھتے تھے۔'' (بیس رکعت نماز تراویح اور تین وتر)

۲۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں۔ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم كَانَ يُصَلِّيْ فِيْ رَمَضَانَ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً وَالْوِتْرَ ۱۰ کہ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان المبارک میں ہمیشہ بیس رکعت (نماز تراویح) اور وتر پڑھتے تھے۔''

۳۔ حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے كَانُوْا يَقُوْمُوْنَ عَلٰى عَهْدِ عُمَرَ بْنِ خَطَّابٍ رضی اللہ عنہ فِيْ رَمَضَانَ بِعِشْرِيْنَ رَكْعَةً ۱۱ کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں (لوگ) بیس رکعت (تراویح) پڑھتے تھے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بیس رکعت نماز تراویح کو باجماعت شروع کر دیا تو کسی صحابی نے اعتراض نہ کیا بلکہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اِس پر عمل کیا۔ پھر اب تک اِس پر عمل ہوتا آرہا ہے۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِيْ وَ سُنَّةُ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ ۱۲ ''یعنی تم میری سنت اور ہدایت یافتہ خلفاء راشدین کی سنت لازم پکڑو''۔

نیز فرمایا اِقْتَدُوْا بَعْدِيْ اَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ ۱۳ ''میرے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اقتداء کرنا''۔

---

۶ بخاری جلد ۱ ص ۲۶۹، شرح السنۃ جلد ۲ ص ۵۱۰، موطا امام مالک ص ۹۷، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۲ ص ۴۹۳-۸ نصب الرایۃ جلد ۲ ص ۱۳۳، مستدرک حاکم جلد ۳ ص ۷۸، کشف الخفا للعجلونی جلد ۲ ص ۲۶۳-۹ موطا امام مالک ص ۹۸ (باب ماجاء فی قیام رمضان)، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۲ ص ۴۹۶-۱۰ مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۲ ص ۳۹۴، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۲ ص ۴۹۶، مجمع الزوائد جلد ۳ ص ۱۷۲-۱۱ السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۲ ص ۲۹۶، تفہیم البخاری جلد ۳ ص ۲۸۴، نصب الرایۃ جلد ۲ ص ۱۵۴-۱۲ المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۱۸ ص ۲۴۷-۲۴۶، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۱۰ ص ۱۱۴، تلخیص الحبیر جلد ۴ ص ۱۹۰، نصب الرایۃ جلد ۱ ص ۱۲۶، الترغیب والترہیب جلد ۱ ص ۷۸-۱۳ مسند احمد جلد ۳ ص ۳۸۲، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۵ ص ۱۲، جلد ۸ ص ۱۵۳، مستدرک حاکم جلد ۳ ص ۷۵، مجمع الزوائد جلد ۹ ص ۵۳-۲۹۵، تلخیص الحبیر جلد ۴ ص ۱۹۰، درمنثور جلد ۱ ص ۳۳۰، شرح السنۃ جلد ۷ ص ۱۹۴۔

غزوۂ بدر کبریٰ

از قلم: حضرت نور بخش توکلی قدس سرہ العزیز

غزوۂ بدر سب سے بڑا غزوہ ہے۔ اِس کا سبب عمرو بن خضرمی کا قتل اور قافلہ قریش کا شام کی طرف آنا تھا جس کے قصد سے حضور نبی کریم ﷺ ذوالعشیرۃ تک تشریف لے گئے تھے۔ امیر قافلہ ابوسفیان تھا۔ اِس قافلے میں قریش کا بہت سا مال تھا۔ جب یہ قافلہ بدر کے قریب پہنچا تو حضور نبی کریم ﷺ کو خبر ملی۔ آپ ﷺ نے فوراً مسلمانوں کو نکلنے کی دعوت دی۔ اِس لئے جلدی سے تیاری کر کے آپ بتاریخ ۱۲ ماہ رمضان بروز ہفتہ مدینہ منورہ سے نکلے۔ اور مدینہ منورہ سے ایک میل کے فاصلے پر بیرابی عتبہ پر لشکر گاہ مقرر ہوا۔ یہاں لشکر کا جائزہ لینے کے بعد آپ ﷺ نے صغیر السن صحابہ (مثلاً ابن عمر، براء بن عازب، انس بن مالک، جابر، زید بن حارث اور رافع بن خدیج رضی اللہ عنہم) کو واپس کر دیا۔ اور باقی کو لیکر روانہ ہوئے۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے بھائی عمیر رضی اللہ عنہ جن کی عمر سولہ سال تھی حضورِ اقدس ﷺ سے آنکھ بچا رہے تھے۔ کیونکہ اُن کو شہادت کا شوق تھا۔ مگر ڈرتے تھے کہ کہیں چھوٹی عمر کے سبب واپس نہ کر دیئے جائیں۔ چنانچہ جب پیش ہوئے تو واپسی کا حکم ملا۔ اِس پر آپ رونے لگے۔ لہٰذا حضور رحمۃ للعالمین (ﷺ) نے شمولیت کی اجازت عطا فرما دی۔ بلکہ اُن پر خود اپنی تلوار کا پرتلہ لگا دیا۔

واضح رہے کہ مسلمان محض قافلہ قریش سے تعرض کے لئے نکلے تھے۔ اُن کو علم نہ تھا کہ فوجِ قریش سے مقابلہ کرنا پڑے گا۔ اِس لئے فوری ناتمام تیاری کی گئی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس کا سواری کا اونٹ موجود ہو وہ سوار ہو کر ہمارے ساتھ چلے''۔ انصار آپ ﷺ سے اُن اونٹوں کے لانے کے لئے جو مدینہ منورہ کے حصّہ بالائی میں تھے، اجازت مانگنے لگے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں صرف وہی ساتھ چلے جس کا سواری کا اونٹ حاضر ہے''۔

آپ ﷺ کے ساتھ ستر اونٹ دو گھوڑے اور تین سو آٹھ مجاہدین تھے جن میں سے مہاجرین کچھ ساٹھ سے اوپر تھے اور باقی سب انصار تھے۔ آٹھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تھے جو بوجہ عذر شامل نہ ہو سکے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اُن کو بھی غنیمت میں سے پورا حصّہ دیا۔ لہٰذا یہ بھی اصحاب بدر میں شمار ہوتے ہیں۔ اِن آٹھ میں سے تین تو مہاجرین تھے یعنی حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ جو اپنی اہلیہ حضرت رقیہ بنت رسول اللہ ﷺ کی تیمارداری کے لئے حضور ﷺ ہی کے ارشاد سے مدینہ منورہ میں رہ گئے تھے۔ اور حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ اور سعید بن زید رضی اللہ عنہ (ہر دو عشرہ مبشرہ میں سے ہیں) جن کو حضور ﷺ نے روانگی سے دس روز پیشتر قافلہ قریش کی خبر لانے کے لئے بھیج دیا تھا۔ اور وہ آپ ﷺ کی روانگی کے بعد مدینہ منورہ میں واپس آئے تھے۔ اور پانچ انصار تھے یعنی ابولبابہ بن عبدالمنذر رضی اللہ عنہ جن کو نبی کریم ﷺ نے اپنی عدم موجودگی میں مدینہ منورہ کا حاکم مقرر کیا۔ عاصم بن عدی العجلانی رضی اللہ عنہ جو روحاء سے ضرب شدید کے سبب واپس کر دیئے گئے اور مدینہ منورہ کی بالائی آبادی (عالیہ) کے حاکم بنائے گئے۔ حارث بن حاطب العمری جن کو حضور نبی کریم ﷺ نے روحاء سے کسی خاص کام کے لئے بنو عمرو بن عوف کے پاس بھیج دیا۔ حارث بن الصمہ رضی اللہ عنہ جو روحاء میں ٹانگ پر ضرب شدید آنے کے سبب واپس کر دیئے گئے۔ اور حضرت خوات بن جبیر رضی اللہ عنہ جو اثنائے راہ میں پنڈلی پر پتھر لگنے کے سبب مقام صفراء سے واپس کر دیئے گئے۔

حضور نبی کریم ﷺ بتاریخ سترہ ماہ رمضان جمعہ کی رات کو بدر میں قریب کے میدان میں اترے اور قریش دوسری طرف اترے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت علی، حضرت زبیر اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم کو مشرکین کا حال دریافت کرنے کے لئے بھیجا۔ وہ قریش کے دو غلام پکڑ لائے۔ اُس وقت

حضور نبی کریم ﷺ نماز پڑھ رہے تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اُن غلاموں سے پوچھا کیا تم ابوسفیان کے ساتھی ہو؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہم تو قریش کے سقّے ہیں۔ قریش نے ہمیں پانی پلانے کے لئے بھیجا ہے۔ اِس پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اُنہیں مارا جب وہ درد سے بے چین ہوئے تو کہنے لگے کہ ہم ابوسفیان کے ساتھی ہیں۔ اتنے میں حضور نبی کریم ﷺ نماز سے فارغ ہوئے۔ آپ ﷺ نے اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم سے فرمایا: ''جب یہ تم سے سچ بولے تم نے اُن کو مارا۔ تو جب تم سے جھوٹ بولے تو اُن کو چھوڑ دیا اللہ کی قسم! انہوں نے سچ کہا وہ قریش کے ساتھی ہیں''۔ پھر حضور نبی کریم ﷺ نے اُن غلاموں سے قریش کا حال دریافت کیا۔ اُنہوں نے جواب دیا۔ اللہ کی قسم! یہ تو دہ ریت جو نظر آرہا ہے۔ اِس کے پیچھے ہیں۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ قریش تعداد میں کتنے ہیں؟ وہ بولے کہ ہمیں معلوم نہیں۔ پھر آپ ﷺ نے پوچھا کہ وہ روزانہ کتنے اونٹ ذبح کرتے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ ایک دن دس اور ایک دن نو۔ آپ ﷺ نے فرمایا وہ ہزار اور نو سو کے درمیان ہیں (واقع میں وہ ساڑھے نو سو تھے اور اُن کے پاس سو گھوڑے تھے) پھر آپ ﷺ نے پوچھا سردارانِ قریش میں سے کون کون آئے ہیں؟ وہ بولے عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، ابوجہل بن ہشام، ابوالبختری بن ہشام، حکیم بن حزام، نوفل بن خویلد، حارث بن عامر بن نوفل، طعیمہ بن عدی ابن نوفل، نضر بن حارث، زمعہ بن اسود، امیہ بن خلف، نبیہ و منبہ پسران حجاج، سہل بن عمرو، عمرو بن عبدِ وُدّ۔ یہ سن کر حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم سے فرمایا: ''لو! مکہ نے اپنے جگر پارے تمہاری طرف بھیج دیئے ہیں''۔ پس حضور نبی کریم ﷺ جلدی کوچ کر کے کنوؤں کی طرف آئے۔ اور جو کنواں بدر کے سب سے قریب تھا اُس پر اُترے۔ حضرت حباب بن منذر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) جہاں آپ ﷺ ہیں وہ اچھی جگہ نہیں آپ ﷺ ہمیں اُس کنویں پر لے چلیں جو قریش کے سب سے زیادہ نزدیک ہو۔ میں بدر سے اور اُس کے کنوؤں سے واقف ہوں۔ وہاں ایک میٹھے پانی کا کنواں ہے جس کا پانی ختم نہیں ہوتا۔ ہم اُس پر ایک حوض بنالیں گے۔ اُس میں سے پئیں گے اور جنگ کریں گے اور باقی کنوؤں کو بند کر دیں گے تاکہ کفار کو پانی نہ ملے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ حضرت حباب رضی اللہ عنہ کی رائے درست ہے۔ علاوہ ازیں جہاں مسلمان اُترے ہوئے تھے وہ نرم ریتلی زمین تھی۔ جس میں آدمیوں کے پاؤں اور چوپایوں کے کھر اور سُم دھنستے تھے۔ اور جہاں کفار ٹھہرے ہوئے تھے اُنہوں نے وہاں کنوئیں کھود لئے تھے۔ اور پانی جمع کر لیا تھا۔ مسلمانوں میں سے بعض کو غسلِ جنابت اور بعض کو وضو کی حاجت تھی۔ اور پیاسے تھے۔ پانی نہ ملتا تھا۔ پس شیطان نے اُن کے دلوں میں یہ وسوسہ ڈالا کہ تمہارا گمان ہے کہ ہم حق پر ہیں۔ پیغمبر ﷺ ہمارے درمیان ہیں اور ہم اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے پیارے ہیں۔ حالانکہ مشرکین پانی پر قابض ہیں۔ اور تم جنبی اور محدث ہونے کی حالت میں نمازیں پڑھتے ہو۔ پھر تمہیں کس طرح اُمید ہوسکتی ہے کہ تم اُن پر غالب آجاؤ گے۔ ایسی حالت میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے اُن پر نیند طاری کر دی۔ جس سے اُن کا رنج و تعب دور ہوگیا۔ اور مینہ برسا دیا۔ جس سے اُنہوں نے پیا۔ غسل کیا اپنے چوپالوں کو پلایا اور مشکیں بھر لیں۔ اور ریت سخت ہوگئی جس پر چلنا آسان ہوگیا۔ اور کفار کی زمین کیچڑ والی ہوگئی جس پر چلنا دشوار ہوگیا۔ اِس طرح وسوسہ شیطانی جاتا رہا اور اطمینان حاصل ہوگیا۔

غرض حضور نبی کریم ﷺ اور آپ ﷺ کے اصحاب وہاں سے چل کر کفار سے پہلے آبِ بدر پر پہنچ گئے۔ اور قریش کے سب سے قریب کنوئیں پر اُترے اور اُس پر حوض بنا کر پانی سے بھر لیا۔ اور دوسرے کنوؤں کو بند کر دیا۔ پھر حضور نبی کریم ﷺ کے لئے اونچی جگہ پر ایک عریش (کھجور کی شاخوں کا سائبان) بنایا گیا۔ اور حضور ﷺ بذاتِ خود معرکہ کی جگہ پر تشریف لے گئے۔

اور دستِ مبارک کے اشارے سے فرماتے تھے کہ یہ فلاں کافر کے مارے جانے کی جگہ ہے اور یہ فلاں کافر کے قتل ہونے کی جگہ ہے۔ جیسا کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا لڑائی میں ویسا ہی وقوع میں آیا۔ اِن میں سے کسی نے بھی اشارے کی جگہ سے سرِ مو تجاوز نہ کیا۔ یہ سب کچھ جمعہ کی رات بتاریخ ۱۷ ماہ رمضان المبارک واقع ہوا۔ کفار کیچڑ کے سبب سے اپنی جگہ سے آگے نہ بڑھ سکے۔ حضور ﷺ مع صدیق اکبر رضی اللہ عنہ عریش میں داخل ہوئے۔ یارِ غار یہاں بھی عریش کے اندر اپنے آقائے نامدار ﷺ کی حفاظت کیلئے شمشیر برہنہ علم کئے ہوئے تھا۔ اور دروازے پر حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ تلوار آڑے لٹکائے پہرہ دے رہے تھے۔

حضور نبی کریم ﷺ تمام رات بیدار اور مصروفِ دُعا رہے۔ صبح ہوئی تو لوگوں کو نماز کے لئے آواز دی۔ اور نماز سے فارغ ہو کر جہاد پر وعظ فرمایا۔ پھر آپ ﷺ صف آرائی میں مشغول ہوئے۔

اِسی اثناء میں مشرکین بھی نمودار ہوئے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اُن کی تعداد کثیر دیکھ کر یوں دُعا فرمائی۔ ''یا اللہ! یہ قریش فخر و تکبر کرتے آ پہنچے ہیں۔ اور چاہتے ہیں کہ تیرے ساتھ جنگ کریں اور تیرے رسول ﷺ کو جھٹلائیں۔ اے خدا میں اُس نصرت کا منتظر ہوں جس کا تو نے مجھ سے وعدہ کیا ہوا ہے''۔

حضور نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ میری اجازت کے بغیر لڑائی نہ کرنا اِس وقت حضور نبی کریم ﷺ پر نیند طاری ہوگئی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) قریش ہم پر آپڑے ہیں۔ حضور ﷺ بیدار ہوگئے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کو اُس خواب میں قریش تھوڑے دکھائے۔ اگر بہت دکھاتا تو مسلمان تعداد کثیر کا نام سن کر ڈر جاتے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کے اِس انعام کو دیکھئے کہ میدان جنگ میں التحامِ حرب سے پہلے مسلمانوں کو کفار تھوڑے دکھائے تا کہ وہ جنگ پر اقدام کریں۔ اور کفار کو مسلمان تھوڑے دکھائے جس سے اُنہوں نے لڑنے میں بہت کوشش نہ کی۔

پھر دونوں فوجیں مقابلہ کے لئے نزدیک ہوئیں۔ نبی کریم ﷺ نے مسلمانوں کو تاکید فرما دی کہ میرے حکم کے بغیر حملہ نہ کرو۔ اگر تمہیں دشمن آگھیرے تو نیزوں سے اُسے دور رکھو۔ اہلِ اسلام نے جب جنگ سے چارہ نہ دیکھا تو اپنی تعداد کی کمی اور دشمن کی کثرت دیکھ کر خدا سے دُعا کرنے لگے نبی کریم ﷺ بھی صفیں درست کرنے کے بعد عریش میں تشریف لے آئے۔ عریش میں بجز یارِ غار آپ کے ساتھ کوئی نہ تھا۔ اُس وقت حضور ﷺ قبلہ رو ہو کر یوں دست بہ دعا ہوئے۔ ''یا اللہ! تو نے مجھ سے جو وعدہ کیا ہے اُسے پورا فرما۔ یا اللہ! تو نے جو کچھ مجھ سے وعدہ کیا ہے وہ عطا کر۔ یا اللہ اگر تو مسلمانوں کا یہ گروہ ہلاک کر دے گا تو روئے زمین پر تیری عبادت نہ کی جائے گی''۔ حضور نبی کریم ﷺ نے دُعا میں اتنا الحاح کیا کہ چادر شانہ مبارک سے گر پڑی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے چادر اٹھا کر شانہ مبارک پر ڈال دی۔ پھر آپ ﷺ کا دست مبارک پکڑ لیا اور عرض کیا ''یا نبی اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ ﷺ کو اپنے پروردگار سے اتنی ہی درخواست کافی ہے۔ جو اُس نے آپ ﷺ سے وعدہ کیا ہے وہ جلدی پورا کر دے گا''۔ عریش ہی میں نبی کریم ﷺ پر غنودگی طاری ہوئی۔ جب بیدار ہوئے تو فرمایا۔ ''ابوبکر! بشارت ہو اللہ تبارک وتعالیٰ کی نصرت آ پہنچی۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام گھوڑے پر سوار باگ پکڑے آرہے ہیں۔ اور ان کے دندان پیشین پر غبار ہے''۔ اِس انعام کو اللہ تبارک وتعالیٰ یوں بیان فرماتا ہے۔

اِذْ تَسْتَغِيْثُوْنَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ اَنِّىْ مُمِدُّكُمْ بِاَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُرْدِفِيْنَ ۝ (الانفال: ۷)

''جب تم اپنے رب کو فریاد کرنے لگے پہنچا تمہاری پکار کو کہ میں تمہاری مدد بھیجوں گا ہزار فرشتے لگاتار آنے والے''۔

پہلے ہزار فرشتے آئے۔ پھر تین ہزار ہوئے۔ بعد ازاں بصورت صبر و تقویٰ پانچ ہزار ہوگئے۔ شیطان نے جو بصورت

سراقہ کفار کے ساتھ تھا۔ جب یہ آسمانی مدد دیکھی۔ تو اپنی جان کے ڈر سے بھاگ گیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ایک کنکریوں کی مٹھی لے کر کفار کی طرف پھینک دی۔ کوئی مشرک ایسا نہ تھا جس کی آنکھ میں کنکریاں نہ لگی ہوں۔ اَب حضور ﷺ نے اجتماعی حملہ کا حکم دیا۔ گھمسان کے معرکہ کے وقت اللہ تبارک وتعالیٰ نے کفار کو مسلمان اپنے سے دو چند دکھائے۔ جس سے اُن پر رعب طاری ہو گیا۔ قتل کا بازار گرم ہوا۔ فرشتے نظر نہ آتے تھے۔ مگر اُن کے افعال نمایاں تھے کہیں کسی مشرک کے منہ اور ناک پر کوڑے کی ضرب کا نشان پایا جاتا' کہیں بے تلوار سر کٹنا نظر آتا کہیں آواز آتی اقدم جیزوم آخر کفار کو شکست ہوئی اور وہ بھاگ نکلے خود حضور نبی کریم ﷺ سے ننگی تلوار علم کئے یہ پکارتے ہوئے نکلے **سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّونَ الدُّبُرَ** (قمر:۴۵)

جب میدان کارزار سرد ہو گیا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ایسا کون ہے جو ابوجہل کی خبر لائے۔ یہ سن کر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ گئے۔ اور اُسے اِس حال میں پایا کہ حضرت عفراء رضی اللہ عنہ کے بیٹوں حضرت معاذ رضی اللہ عنہ اور حضرت معوذ رضی اللہ عنہ نے اُسے ضرب شمشیر سے گرایا ہوا تھا اور اُس میں ابھی رمقِ حیات باقی تھا۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ اُس لعین کے سینے پر بیٹھ گئے۔ اور اُس کی ناپاک داڑھی کو پکڑ کر کہا۔ کیا تو ابوجہل ہے؟ بتا آج تجھے اللہ تبارک وتعالیٰ نے رسوا کیا؟ اس لعین نے جواب دیا۔ ''رسوا کیا کیا؟ تمہارا مجھے قتل کرنا اس سے زیادہ نہیں کہ ایک شخص کو اس کی قوم نے قتل کر ڈالا۔ کاش مجھے کسان کے سوا کوئی اور قتل کرتا''۔ اِس جواب میں اُس لعین کا تکبر اور انصار کی تحقیر پائی جاتی ہے کیونکہ حضرت معاذ اور حضرت معوذ رضی اللہ عنہما انصار میں سے تھے۔ اور انصار کھیتی باڑی کا کام کیا کرتے تھے۔ پھر حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اُس لعین کا کام تمام کر دیا۔ اور یہ خبر حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں لائے۔ حضور ﷺ نے یہ سن کر تین بار **اَللّٰهُ الَّذِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ** پڑھا چوتھی بار یوں فرمایا: **اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ صَدَقَهٗ وَعْدَهٗ وَنَصَرَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ** پھر آپ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو ساتھ لے کر اُس لعین کی لاش کے پاس تشریف لے گئے۔ اور دیکھ کر یہ فرمایا: ''اِس اُمت کا فرعون ہے''۔

اِس جنگ میں مسلمانوں میں سے چودہ شہید ہوئے جن کے اسمائے مبارک یہ ہیں:۔ حضرت عبیدہ بن حارث بن مطلب بن عبد مناف' حضرت عمیر بن ابی وقاص' حضرت ذوالشمالین عمیر بن عبد عمرو بن نضلہ' حضرت عاقل بن ابی بکیر' حضرت مہجع مولیٰ عمر بن الخطاب' حضرت صفوان بن بیضار (یہ چھ مہاجرین میں سے ہیں) حضرت سعد بن خثیمہ' حضرت مبشرین بن عبدالمنذر' حضرت حارثہ بن سراقہ' حضرت عوف ومعوذ پسران عفراء' حضرت عمیر بن حمام' حضرت رافع بن معلیٰ' حضرت یزید بن حارث بن فسحم (یہ آٹھ انصار میں سے ہیں) رضی اللہ عنہم مشرکین میں سے ستر مقتول اور ستر گرفتار ہوئے۔

نبی کریم ﷺ کے حکم سے مشرکین مقتولین میں سے چوبیس رؤساء کی لاشیں ایک گڑھے میں ڈال دی گئیں۔ جس میں مردار پھینکا کرتے تھے۔ اُمیہ بن خلف جو زرہ میں پھول گیا تھا اس پر جہاں وہ پڑا تھا وہیں مٹی ڈال دی گئی اور لاشوں کو اور جگہ پھینک دیا گیا۔

حضور نبی کریم ﷺ کی عادت شریف تھی کہ دشمن پر فتح پاتے تو تین دن میدان جنگ میں قیام فرماتے چنانچہ بدر میں بھی تیسرے روز سوار ہو کر مقتولین کے گڑھے پر تشریف لے گئے اور اُن سے یوں خطاب فرمایا: ''اے بیٹے فلاں کے۔ اے بیٹے فلاں کے کیا اب تمہیں تمنا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اور رسول کریم ﷺ کی اطاعت کرتے؟ جو کچھ ہمارے پروردگار نے ہم سے وعدہ کیا تھا سچ پایا''۔ یہ دیکھ کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا ''یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) آپ اِن بے روح جسموں

(باقی صفحہ ۳۴ نمبر کالم نمبر ۲ پر ملاحظہ فرمائیں)

نبی کریم ﷺ کے مشاہدات

(ادارہ)

شیطان کا رگوں میں چلنا:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسول کریم ﷺ نے فرمایا: اِنَّ الشَّیْطَانَ یَجْرِیْ مِنَ الْاِنْسَانِ مَجْرَی الدَّمِ [1]

شیطان انسان میں اِس طرح چلتا ہے جیسے خون اُس کی رگوں میں دوڑتا ہے۔ اِس حدیث شریف سے شیطان کے تصرف اور تسلط کا بیان مقصود ہے۔ اگر حدیث شریف کے ظاہر الفاظ کو دیکھیں تو یہ معلوم ہوتا ہے شیطان بذات خود آدمی کے اندر گھس جاتا ہے۔

علم ونگاہِ مصطفیٰ ﷺ کی شان کا پتا چلتا ہے کہ آپ ﷺ انسانوں کے اجسامِ کثیفہ میں شیطان کو گھستا ہوا دیکھتے ہیں۔

شیطان کا چھونا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسول کریم ﷺ نے فرمایا: مَامِنْ بَنِیْ آدَمَ مَوْلُوْدٌ اِلَّا یَمَسُّهُ الشَّیْطَانُ حِیْنَ یُوْلَدُ فَیَسْتَهِلُّ صَارِخًا مِّنْ مَّسِّ الشَّیْطَانِ غَیْرَ مَرْیَمَ وَابْنِهَا [2]

''فرزندانِ آدم (علیہم السلام) میں سے کوئی بچہ پیدا نہیں ہوتا مگر اُس کی پیدائش کے وقت شیطان اپنے ہاتھ سے چھوتا ہے تو بچہ شیطان کے چھونے کی وجہ سے چیخ مار کر روتا ہے۔ سوائے حضرت مریم سلام اللہ علیہا اور اُن کے بیٹے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے''۔

انہی سے مروی دوسری روایت میں ہے رسول کریم ﷺ نے فرمایا: صِیَاحُ الْمَوْلُوْدِ حِیْنَ یَقَعُ نَزْعَةٌ مِّنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ [3] ''بچے کا ماں کے پیٹ سے باہر آتے وقت رونا شیطان کے اذیت پہنچانے کی وجہ سے ہوتا ہے''۔

اس میں علم نبی کریم ﷺ کی عظمت کا پتا چلتا ہے کہ بچے لوگوں کے گھروں اور مختلف مقامات پر پیدا ہوتے ہیں نبی کریم ﷺ اُن کے رونے کی وجہ بیان فرماتے ہیں کہ یہ شیطان کے چھونے کی وجہ سے ہے۔ یہ سب کچھ ماننا عینِ ایمان ہے۔

نوٹ: شیطان لعین کی غرض وغایت اُس بچے کو فطرت سے برگشتہ کرنا، اُس کی دینی استعداد کو برباد کرنا اور اُس میں گمراہی اور فساد کا اثر ڈالنا ہوتا ہے۔ نبی کریم ﷺ شیطانی تصرف کی حقیقت بیان فرماتے ہیں۔ آپ ﷺ نے انسانوں کو شیطانی اثرات سے بچنے کے ذرائع بھی ارشاد فرمائے ہیں۔ نبی کریم ﷺ شیطانی تصرف کا بھی مشاہدہ فرماتے ہیں اور اُس کے توڑ کا طریقہ بھی بیان فرماتے ہیں۔ آپ ﷺ نے شیطانی وسواس سے بچنے کے لئے اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ پڑھنے کا نسخہ عطا فرمایا ہے۔ اور اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ پڑھنے کا حکم فرمایا ہے علاوہ ازیں قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھنے کا حکم فرمایا ہے۔

نوٹ: شیطان نے دو ہستیوں کو مس نہیں کیا حضرت بی بی مریم سلام اللہ علیہا اور اُن کے بیٹے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو۔ یہ دونوں ہستیاں شیطان کے مَس اور اُس کے بُرے اثر سے منزہ و پاک ہیں۔ حضرت مریم رضی اللہ عنہا کی ماں نے اپنی بیٹی اور اُس کے بیٹے کے لئے اِس امر کی دُعا کی تھی کہ یہ دونوں شیطان کے شر سے محفوظ رہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اُن کی دُعا قبول فرمائی۔ دُعا کے الفاظ اِس طرح ہیں۔ اِنِّیْ اُعِیْذُهَا بِكَ وَذُرِّیَّتَهَا مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ ''بے شک حضرت بی بی مریم اور اُن کی اولاد کو شیطان مردود سے تیری پناہ میں دیتی ہوں''۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اشعۃ اللمعات میں لکھا ہے اِس بارے میں صحیح اور درست بات یہ ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ بنی آدم کے اِس عموم سے مستثنیٰ ہیں۔ اِس حدیث شریف میں آپ ﷺ اپنے سوا فرزندانِ آدم علیہم السلام کی خبر دے رہے ہیں۔ اور طہارت میں آپ ﷺ کا مقام اِس سے نہایت ارفع

---

[1] بخاری حدیث نمبر ۳۲۸۱' مسلم حدیث نمبر ۶۸' مرقاۃ جلد ۱ ص ۲۲۹' ابو داؤد حدیث نمبر ۲۴۷۰' ابن ماجہ حدیث نمبر ۱۷۷۹' مسند احمد جلد ۳ ص ۱۵۶۔ [2] بخاری حدیث نمبر ۳۴۳۱' مسلم حدیث نمبر ۱۴۶' مسند احمد جلد ۲ ص ۲۳۳' مشکوٰۃ حدیث نمبر ۶۹' مرقاۃ جلد ۱ ص ۲۳۰۔ [3] مسلم حدیث نمبر ۱۴۸' مشکوٰۃ حدیث نمبر ۷۰' مرقاۃ جلد ۱ ص ۲۳۔

واعلیٰ ہے کہ آپ ﷺ کی ولادت کے وقت آپ ﷺ پر کسی قسم کا تصرف کر سکے۔

ابلیس کا تخت اور نبی کریم ﷺ کا مشاہدہ:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسول کریم ﷺ نے فرمایا: اِنَّ اِبْلِیْسَ یَضَعُ عَرْشَهٗ عَلَی الْمَآءِ ثُمَّ یَبْعَثُ سَرَایَاهُ یَفْتِنُوْنَ النَّاسَ فَاَدْنَاهُمْ مِّنْهُ مَنْزِلَةً اَعْظَمُهُمْ فِتْنَةً یَّجِیْءُ اَحَدُهُمْ فَیَقُوْلُ فَعَلْتُ کَذَا وَ کَذَا فَیَقُوْلُ مَا صَنَعْتَ شَیْئًا قَالَ ثُمَّ یَجِیْءُ اَحَدُهُمْ فَیَقُوْلُ مَا تَرَکْتُهٗ حَتّٰی فَرَّقْتُ بَیْنَهٗ وَبَیْنَ امْرَاَتِهٖ قَالَ فَیُدْنِیْهِ مِنْهُ وَیَقُوْلُ نِعْمَ اَنْتَ قَالَ الْاَعْمَشُ اَرَاهُ قَالَ فَیَلْتَزِمُهٗ [۴]

''بے شک ابلیس اپنا تخت پانی پر بچھاتا ہے پھر اپنے دستے بھیجتا ہے جو لوگوں میں فتنے ڈالتے ہیں۔ تو اُن میں ابلیس کے زیادہ قریب وہ ہوتا ہے جو سب سے بڑھ کر فتنہ پھیلا کر آئے۔ اُن میں سے ایک (واپس) آتا ہے اور کہتا ہے میں نے یہ کیا یہ کیا۔ ابلیس سُن کر کہتا ہے تو نے کچھ نہیں کیا۔ نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں پھر ایک آتا ہے اور کہتا ہے میں نے فلاں کو نہیں چھوڑا مگر اُس میں اور اُس کی بیوی میں جدائی اور بے اتفاقی ڈال کر آیا ہوں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ابلیس اُسے اپنے قریب کرتا ہے (اور کہتا ہے) ہاں تو نے ٹھیک کیا۔ اعمش کہتے ہیں میرا گمان ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا پھر ابلیس پیار کے طور پر اسے اپنے ساتھ چمٹا لیتا ہے۔

شیطان اور فرشتہ کو آتے دیکھنا:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسول کریم ﷺ نے فرمایا: اِنَّ لِلشَّیْطٰنِ لَمَّةً بِابْنِ آدَمَ وَلِلْمَلَکِ لَمَّةُ الشَّیْطٰنِ فَاِیْعَادٌ بِالشَّرِ وَتَکْذِیْبٌ بِالْحَقِّ وَاَمَّا لَمَّةُ الْمَلَکِ فَاِیْعَادٌ بِالْخَیْرِ وَتَصْدِیْقٌ بِالْحَقِّ فَمَنْ وَجَدَ ذٰلِکَ فَلْیَعْلَمْ اَنَّهٗ مِنَ اللّٰهِ فَلْیَحْمَدِ اللّٰهَ وَمَنْ وَجَدَ الْاُخْرٰی فَلْیَتَعَوَّذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ثُمَّ قَرَءَ الشَّیْطٰنُ یَعِدُکُمُ الْفَقْرَ وَیَاْمُرُکُمْ بِالْفَحْشَآءِ [۵] ''بے شک ابنِ آدم کے پاس شیطان بھی آتا ہے اور فرشتہ بھی' شیطان کا اُس کے پاس آنا تو اس صورت میں ہوتا ہے کہ اُسے شر اور خرابی کے ساتھ ڈراتا ہے۔ اور حق کی تکذیب میں مبتلا کرتا ہے اور فرشتے کا آنا اس شکل میں ہوتا ہے کہ وہ اُسے خیر اور نیکی کی خوشخبری دیتا ہے اور حق کی تصدیق پر آمادہ کرتا ہے جو شخص اپنے اندر خیر کا وعدہ پائے تو جان لے کہ یہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے ہے جو شخص شیطان کی آمد محسوس کرے اُسے وسوسہ آئے تو اُسے چاہئے اللہ عزّ وجل سے پناہ چاہے۔ پھر رسول کریم ﷺ نے یہ آیت مبارکہ پڑھی: وَاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَی اللّٰهِ مَالَا تَعْلَمُوْنَ ۝ اور یہ کہ اللہ تبارک وتعالیٰ پر وہ بات نہ کہو جو تم نہیں جانتے''۔

خنزب شیطان:

حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' میں نے رسول کریم ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) شیطان میرے اور میری نماز اور قرأت کے درمیان حائل ہو جاتا ہے مجھے پڑھتے وقت شک میں ڈالتا ہے' تو رسول کریم ﷺ نے فرمایا: ذَاکَ الشَّیْطَانُ یُقَالُ لَهٗ خِنْزَبٌ فَاِذَا اَحْسَسْتَهٗ فَتَعَوَّذْ بِاللّٰهِ مِنْهُ وَاتْفُلْ عَلٰی یَسَارِکَ ثَلَاثًا فَفَعَلْتُ ذٰلِکَ فَاَذْهَبَهُ اللّٰهُ عَنِّیْ [۶]

یہ ایک شیطان ہے جسے خنزب کہتے ہیں۔ جب تو اسے محسوس کرے تو اللہ تبارک وتعالیٰ کے ساتھ اِس سے پناہ لے اور بائیں جانب تین بار تھوک لیا کر۔ میں نے ایسا ہی کیا تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے اُسے مجھ سے دور کر دیا۔

---

[۴] مسلم حدیث نمبر ۶۷' مسند احمد جلد ۳ ص ۳۱۴' مشکوٰۃ حدیث نمبر ۱۷' مرقاۃ جلد ۱ ص ۲۳۲۔ [۵] مشکوٰۃ حدیث نمبر ۲۷' ترمذی حدیث نمبر ۲۹۸۸' مرقاۃ جلد ۱ ص ۲۳۵' کنز العمال حدیث نمبر ۱۲۴۰۔ [۶] مسلم حدیث نمبر ۶۸' مسند احمد جلد ۴ ص ۲۱۶' مشکوٰۃ حدیث نمبر ۷۷' مرقاۃ جلد ۱ ص ۳۳۸'

بخاری شریف پڑھئے
بحوالہ
تیسیر الباری

(ادارہ)

شیطانوں کو پھیلتے دیکھنا:

نبی کریم ﷺ کی نگاہِ مبارک کا کیسا کمال ہے؟ جب رات کے اندھیرے میں شیاطین پھیل جاتے ہیں تو آپ ﷺ اُنہیں ملاحظہ فرماتے ہیں اور لوگوں کو تعلیم دیتے ہیں کہ ایسے وقت میں کیا کرنا چاہئے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اِذَا اسْتَجْنَحَ اللَّیْلُ اَوْ قَالَ کَانَ جُنْحُ اللَّیْلِ فَکُفُّوْا صِبْیَانَکُمْ فَاِنَّ الشَّیَاطِیْنَ تَنْتَشِرُ حِیْنَئِذٍ فَاِذَا ذَھَبَ سَاعَۃٌ مِنَ الْعِشَآءِ فَخَلُّوْھُمْ وَاَغْلِقْ بَابَکَ وَاذْکُرِ اسْمَ اللّٰہِ وَاَطْفِیْءْ مِصْبَاحَکَ وَاذْکُرِ اسْمَ اللّٰہِ وَاَوْکِ سِقَائَکَ وَاذْکُرِ اسْمَ اللّٰہِ، وَخَمِّرْ اِنَاءَکَ وَاذْکُرِ اسْمَ اللّٰہِ وَلَوْ تَعْرُضُ عَلَیْہِ شَیْئًا[1] ''جب رات کا اندھیرا ہونے لگے تو اپنے بچوں کو باہر جانے سے روکو کیونکہ اُس وقت شیاطین پھیل جاتے ہیں۔ جب رات کا کچھ حصّہ گزر جائے تو اُن کو چھوڑ دو اور اللہ (تبارک وتعالیٰ) کا نام لے کر (بسم اللہ شریف پڑھ کر) دروازہ بند کر لو اور اللہ (تبارک وتعالیٰ) کا نام لے کر چراغ بجھا دو اور اللہ (تبارک وتعالیٰ) کا نام لے کر مشکیزہ کو تسمہ لگا دو اور اللہ (تبارک وتعالیٰ) کا نام لے کر برتن ڈھانپ دو اگرچہ اُس پر کوئی چیز رکھ دو''۔

شیطانوں کے پھیلنے کا سبب یہ ہے کہ روشنی کی نسبت اندھیرے میں اُن کی حرکات زیادہ متمکن ہوتی ہیں اور وہ اندھیرے سے اِستعانت حاصل کرتے ہیں اور روشنی کو مکروہ جانتے ہیں۔ اسی طرح ہر سیاہ شے کو وہ اچھا جانتے ہیں۔ چراغ بجا دینے کا حکم اِس لئے ہے کہ رات کو جب گھر والے سو رہے ہوں تو چوہا بتی نکال کر لے جاتا ہے اور گھر کو آگ لگنے سے اُن کو جلا دیتا ہے اور اگر گیس اور قندیل یا بجلی کے بلب وغیرہ ہوں جن کا باعث جلنے تک معاملہ نہ پہنچے تو کوئی حرج نہیں کیونکہ اُس وقت حکم کی علت نہیں پائی جاتی۔

برتنوں کو ڈھانپنے کے کئی فوائد ہیں وہ شیطانوں اور نجاستوں سے محفوظ رہتے ہیں اور کیڑے مکوڑے اُن میں داخل نہیں ہوتے اور وہ وباء بھی اُن میں داخل نہیں ہوتی جو سال کی ایک رات میں نازل ہوتی ہے اور ننگے برتن میں داخل ہو جاتی ہے۔ جو کوئی اُس برتن میں موجود شئے کھائے یا پیئے وہ بیمار ہو جاتا ہے۔

حدیث مبارکہ میں جو احکام بیان کئے گئے ہیں۔ استحبابات کیلئے ہیں۔ اِنسان کو چاہئے کہ ان احکام پر عمل کرے کیونکہ جو کوئی سیّد عالم ﷺ کے اَمر پر عمل کرتا ہے وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی مدد سے تکالیف سے محفوظ رہتا ہے اور اگر کوئی عناد سے آپ کے حکم کی مخالفت کرے تو وہ ہمیشہ دوزخ میں رہے گا۔ آپ ﷺ کے اَحکام سے عناد کفر ہے' اگر غلطی سے مخالفت ہو جائے اور وہ برتن کو نہ ڈھانپ سکے تو اُس میں کھانے پینے والی شئے کو کھانا حرام نہیں۔ [2]

شیطانوں کو بھگانے کا طریقہ:

حضرت سلیمان بن صرد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' میں نبی کریم ﷺ کے پاس بیٹھا تھا۔ دو آدمی ایک دوسرے کو گالی گلوچ کر رہے تھے اُن میں سے ایک کا چہرہ سرخ ہو گیا اور رگیں پھول گئیں تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا:۔

اِنِّیْ لَاَعْلَمُ کَلِمَۃً لَوْ قَالَھَا ذَھَبَ عَنْہُ مَا یَجِدُ لَوْ قَالَ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ ذَھَبَ مَا یَجِدُ عَنْہُ ''میں ایک بات جانتا ہوں اگر وہ یہ کہے تو اس کا غصّہ جاتا رہے گا یہ کہے اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ فَقَالُوْا لوگوں نے اُس سے کہا نبی کریم ﷺ نے فرمایا

---

[1] بخاری جلد ا ص ۴۶۳، تیسیر الباری جلد ۴ ص ۳۸۱، تفہیم البخاری جلد ۸ ص ۸۱۔ [2] عمدۃ القاری شرح بخاری جلد ۸ جز ۱۵ ص ۱۷۴، تفہیم البخاری جلد ۵ ص ۸۹۔

پڑھو اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ تو کہنے لگا وَھَلْ بِیْ جِنُوْنٌ ۳ کیا مجھے جنون ہو گیا ہے؟ کیا میں دیوانہ ہوں؟

''وہ سمجھا کہ شیطان سے پناہ جب ہی مانگتے ہیں جب آدمی دیوانہ ہو جائے۔ ارے غصّہ بھی دیوانہ پن اور جنون ہی ہے۔ قسطلانی نے کہا شاید یہ منافق یا بالکل گنوار تھا''۔ (تیسیر الباری جلد ۴ ص ۳۸۳)

علامہ نووی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ایسی بات وہ شخص کرتا ہے جس کو دین میں سمجھ نہ ہو۔ اور انوار شریعت مکرمہ سے فیض یاب نہ ہوا ہو اور اُس کا یہ گمان ہو کہ شیاطین سے پناہ چاہنا صرف جنوں والوں کے لئے مختص ہے اور اُس کو یہ علم نہیں کہ غصّہ شیطان کی تحریک سے آتا ہے۔ ہوسکتا ہے وہ شخص منافق ہو یا جاہل بدوی ہو جو آدابِ رسالت مآب (ﷺ) سے واقف نہ ہو۔ دراصل شیطان سے استعاذہ غصّہ کو ختم کر دیتا ہے اور شیطان کے ہتھیاروں کو کند کرنے کا یہ بہترین ہتھیار ہے۔ عطیّہ کی حدیث میں ہے۔ غصّہ شیطان سے ہے شیطان آگ سے پیدا ہوا ہے اور آگ کو پانی سے ہی بجھایا جاتا ہے۔ جب کسی کو غصّہ آئے تو وہ وضو کرے۔ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ جب انسان غُصّہ میں ہو اُس وقت وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے غضب کے بالکل قریب ہوتا ہے۔ بکر بن عبداللہ نے کہا غُصّہ کی آگ کو دوزخ کی آگ یاد کر کے بجھاؤ۔ جوزی نے ترغیب میں معاویہ بن قرہ سے روایت کی کہ ابلیس کہتا ہے میں انسان کے پیٹ میں کوئلہ ہوں جب وہ غُصّہ میں آئے تو میں اس کو گرم کرتا ہوں جب خوش ہو تو اُس کو خواہش یاد کراتا ہوں۔ ۴

جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے تو شیطان نے اُن کو ٹھوکا مارنا چاہا تو اُس کا ہاتھ اُن تک نہ پہنچا تو اُس نے حجاب میں ہی ٹھوکا مار دیا۔ حجاب سے مراد وہ جھلی ہے جس میں بچہ ہوتا ہے یا وہ کپڑا جس میں اُسے لپیٹا جاتا ہے۔ شیطان نے حضرت مریم علیہا السلام سے چارہ جوئی کی تھی لیکن اللہ تبارک وتعالیٰ نے اُن کی والدہ حنہ بنت فاقوذ بن ماثان کی دُعا کی برکت سے شیطان کو اُن تک نہ پہنچنے دیا کیونکہ مریم کی والدہ نے کہا تھا اِنِّیْ اُعِیْذُھَا بِکَ وَذُرِّیَّتَھَا مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ عبدالرزاق نے اپنی تفسیر میں وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ذکر کی کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے تو سارے شیطان ابلیس لعین کے پاس آ کر کہنے لگے کہ تمام بُت اوندھے منہ گر گئے ہیں۔ ابلیس نے کہا' کوئی نیا واقعہ رونما ہوا ہے تم یہاں ٹھہرو میں اِس کا کھوج نکالتا ہوں۔ شیطان چشم زدن میں ساری دنیا میں پھر گیا اُس کو کوئی شئے نہ ملی پھر سمندروں میں گھوما وہ کوئی شئے معلوم کرنے پر قادر نہ ہوا۔ پھر وہ بھاگا تو ایک مقام پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پایا کہ آپ پیدا ہو چکے ہیں اور اُن کو فرشتوں نے ڈھانپا ہوا ہے۔ ابلیس شیطانوں کی طرف لوٹا اور کہنے لگا آج رات ایک نبی (علیہ السلام) پیدا ہوئے ہیں۔ کوئی بھی عورت حاملہ ہو یا وہ بچہ کو جنم دے تو میں وہاں موجود ہوتا ہوں لیکن اِس خاتون کا مجھے پتا نہیں چلا اور وہ اِس شہر میں جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے' بتوں کی پوجا سے ناامید ہو گئے۔ ۵

قاضی عیاض مالکی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اشارۃً کہا ہے کہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام اِس فضیلت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ شریک ہیں۔ قرطبی نے کہا یہ مجاہد کا قول ہے۔

صاحب مظہری نے کہا یہ امر مسلم اور صحیح ہے کہ جناب رسول کریم ﷺ نے حضرت سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے لئے دُعا فرمائی جب اُن کا حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے نکاح کر دیا۔

''اے اللہ عزّ وجل میں (حضرت) فاطمہ (رضی اللہ عنہا) کو تیرے ذریعے اور اُس کی اولاد کو راندے ہوئے شیطان سے پناہ دیتا ہوں''۔ اِسی طرح آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لئے دُعا فرمائی اور سیّد عالم ﷺ کی دُعا زیادہ مقبول ہے۔

لہٰذا بعض روایات میں جو دُعا کا حصر حضرت مریم علیہا السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام میں ہے وہ حصر اضافی ہے حقیقی نہیں۔

---

۳ بخاری جلد ۱ ص ۴۶۴' تیسیر الباری جلد ۴ ص ۳۸۵' تفہیم البخاری جلد ۵ ص ۹۲' ابوداؤد حدیث نمبر ۴۷۸۰' الترغیب والترہیب جلد ۳ ص ۳۵۰۔ ۳۵۱' الادب المفرد حدیث نمبر ۴۳۴۔ ۱۳۱۹' شرح السنۃ جلد ۳ ص ۱۲۵۔ ۴ عمدۃ القاری جلد ۸ جز ۱۵ ص ۱۷۵۔ ۵ تفہیم البخاری جلد ۵ ص ۹۹۔

شیطان کو ہنستا دیکھنا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اَلتَّثَآءُ بُ مِنَ الشَّیْطَانِ فَاِذَا تَثَاءَبَ اَحَدُکُمْ فَلْیَرُدَّہٗ مَا اسْتَطَاعَ فَاِنَّ اَحَدَکُمْ اِذَا قَالَ ھَا ضَحِکَ [۶]

''جمائی شیطان کی طرف سے ہے جب کوئی تم میں سے جمائی لے تو جہاں تک ہو سکے اُس کو روکے (آواز نہ نکلنے دے) اس لئے کہ جمائی ہاہا کی آواز نکالتا ہے تو شیطان ہنستا ہے''۔ A

A خوش ہوتا ہے کہ آدمی زاد دھوکے میں آ گیا پیٹ بھر کر کھایا ہست ہو گیا۔ اب خدا کی عبادت اچھی طرح نہیں کر سکے گا۔ (تیسیر الباری جلد ۴ ص ۳۸۶)

[۶] بخاری جلد ۱ ص ۴۶۴۔

تبصرۂ کتب

۱۔ ماہنامہ کنز الایمان ''تحفظ ناموسِ رسالت نمبر''

(خصوصی اشاعت) ایڈیٹر: محمد نعیم طاہر رضوی

تبصرہ نگار: پروفیسر محمد حنیف ازہر (پرنسپل علامہ اقبال کالج لاہور کینٹ)

محمد نعیم طاہر قابلِ صد تحسین ہیں کہ اُنہوں نے خوبصورت سرورق اور عمدہ سفید کاغذ پر مشتمل یہ خصوصی نمبر ایک ایسے موقع پر شائع کیا ہے جب کہ دنیا میں ہر طرف ملعون رشدی کے خلاف احتجاجی تحریک جاری ہے۔ اس سے پہلے بھی کنز الایمان کے کئی خصوصی نمبر شائع ہو کر مقبول عام کی سند حاصل کر چکے ہیں۔ گزشتہ سال جب ڈنمارک میں گستاخانہ خاکے بنائے گئے اور اُمّتِ مسلمہ نے اُس موقع پر جن جذبات کا اظہار کیا یہ ''تحفظ ناموسِ رسالت نمبر'' اُس تناظر میں لکھے گئے مشہور اہل علم وقلم دانشوروں کے منثور و منظوم انگریزی اور اردو مضامین جو مختلف اخبارات و رسائل میں چھپے اُن کو یکجا کر کے حضور نبی کریم ﷺ سے عقیدت و محبت کے اظہار پر مشتمل ہے۔

مٹ گئے، مٹتے ہیں، مٹ جائیں گے اعداء تیرے
نہ مٹا ہے نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا

نبی کریم ﷺ سے عقیدت و محبت دین و ایمان کی شرطِ اوّل ہے۔ چنانچہ ہر دور میں عشّاق کی ایک ایسی جماعت رہتی ہے جو عظمت و ناموس مصطفیٰ ﷺ کے تحفظ پر جانثار رہی ہے۔ دورِ قریب میں غازی علم الدین شہید اور غازی عبدالرحمن چیمہ شہید اِس کی شاندار مثال ہیں جنہوں نے اپنی جانوں کے نذرانے پیش کر کے اُمّتِ مسلمہ کے دلوں میں محبت رسول ﷺ کی شمع کو فروزاں کر دیا ہے۔ محمد نعیم طاہر کی ایمان افروز خدمات کا اعتراف یہ شاندار خصوصی نمبر ہے۔ جو قارئین کو ناموسِ رسالت ﷺ کے تحفظ کا ہمیشہ احساس دلاتا رہے گا۔ ہدیہ: ۵۰ روپے

ملنے کا پتا: کنز الایمان سوسائٹی، دہلی روڈ صدر بازار لاہور کینٹ

۲۔ مفتی عبدالقیوم ہزاروی:

شائع کردہ: رضا اکیڈمی

اس کتاب کو حافظ محمد حبیب احمد سعیدی، حافظ محمد نبی سکندری، قاری محمد طاہر عزیز نے مرتب کیا ہے جس میں مفتی اعظم پاکستان کی حیات و خدمات کو پیش کیا گیا ہے۔

ہدیہ: ۲۰ روپے کے ڈاک ٹکٹ۔ ملنے کا پتا: رضا اکیڈمی رضا مسجد رضا چوک چاہ میراں لاہور

۳۔ دستگیر دو جہان حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ

زیر نظر کتابچہ غیر مقلدین کے ایک رسالے کے جواب میں لکھا گیا ہے خوبصورت علمی کتابچہ ہے۔

ہدیہ: ۱۲ روپے کے ڈاک ٹکٹ ملنے کا پتا: ادارہ معارف نعمانیہ ۳۲۳۔ مرکزی مسجد حنفیہ غوثیہ رضویہ شاد باغ لاہو۔

۴۔ نورانی حکایات:

مرتبہ: مولانا محمد منشاء تابش قصوری

اِس کتاب میں اولیائے کرام کے مستند واقعات اور حکایات بیان کئے گئے ہیں جو قارئین کرام کے لئے مشعل راہ ثابت ہوں گے۔ ہدیہ: ۱۳۵ روپے

ملنے کا پتا: کرمانوالہ بک شاپ دکان نمبر ۲ دربار مارکیٹ لاہور

۵۔ ہمسایوں کے حقوق:

از قلم: منیر احمد یوسفی ایڈیٹر ماہنامہ ''سیدھا راستہ'' لاہور

ایڈیٹر ماہنامہ ''سیدھا راستہ'' لاہور کی تالیف کردہ زیرِ نظر کتاب کا دوسرا خوبصورت ایڈیشن شائع ہو چکا ہے۔ حقوق ہمسائیگی سے آگاہی کرنے کے لئے بہترین کتاب ہے۔ ہر کلمہ گو یہ کتاب پڑھ کر توشۂ آخرت اکٹھا کرنا چاہیے۔ ہدیہ: ۴۰ روپے

ملنے کا پتا: جامع مسجد نگینہ A۔977 بلاک بی III گجر پورہ سکیم لاہور۔

حضور محدث کبیر پاکستان شیخ الحدیث علامہ

غلام رسول قادری رضوی قدس سرہ العزیز شارح بخاری شریف

از قلم: پیر ضیاء المصطفیٰ حقانی (خطیب جامع مسجد) حضور محدث کبیر پاکستان

ولی اللہ کی ایک پہچان یہ بھی ہے کہ وہ کبھی مایوس نہیں ہوتا اُس کی سوچ مثبت ہوتی ہے اُس کے کلام، اُس کے اقدام سے خیر برآمد ہوتی ہے وہ چونکہ خدا رسیدہ ہوتا ہے اور خدا رسیدگی رحمت خداوندی کے بغیر ممکن نہیں۔ اِس لئے وہ صرف رحمت خداوندی کو پیش نظر رکھتا ہے اور اس کا پرچار کرتا ہے۔ کائنات میں اکمل و مجسم رحمت خداوندی حضور سرور کونین کی ذات اقدس ہے اِس لئے ہر ولی اللہ سرکار دو عالم ﷺ کے دامنِ رحمت کے نیچے ہوتا ہے۔ وہ کبھی مخلوق کو ذاتی فوائد و مقاصد کے لئے بلیک میل نہیں کرتا، وہ کبھی کسی کو جلا کر راکھ کرنے کی دھمکی نہیں دیتا بلکہ وہ اپنے پاس آنے والوں کا خدا سے تعلق جوڑنے کی کوشش کرتا ہے۔ اُس کے کام سے پتا چلتا ہے کہ وہ مقبول بارگاہ ہے یا راندۂ درگاہ ہے

ایک نام ہمارا اسم ذات ہے جو پہچان کے لئے ہے۔ ہمارا تخلیقی یا صفاتی نام انسان ہے۔ انسان کردار ہے **خلیفۃ اللہ فی الارض** کا یعنی اللہ جل جلالہ کے حکم پر سُنّت نبوی ﷺ کے مطابق عمل کرنا اور دوسروں تک پہچانا ہمارا کام ہے۔ جو اِس کام کو احسن طریقے سے سرانجام دے وہ ولی اللہ ہے۔ زیر نظر مضمون میں جس بزرگ کے بارے میں ہم بات کر رہے ہیں ان کے کردار سے اُن کا ولی اللہ ہونا روز روشن کی طرح عیاں ہے۔ آپ سیسنہ اور زمیندار اور معروف دینی علمی خاندان کے چشم و چراغ تھے۔ سیسنہ ضلع امرتسر بھارتی پنجاب کا ایک مشہور قصبہ تھا آپ کے آباؤ اجداد اِسی قصبے میں آباد تھے اِس خاندان کی ملکیت 3600 بیگھے زمین تھی اور یہ اس گاؤں کا بہت امیر کبیر خاندان تھا۔ آپ کا اسم گرامی غلام رسول ہے۔ آپ کے والد ماجد قطب زماں حضرت پیر نبی بخش بہت نیک متقی اور پرہیز گار شخص تھے۔ وہ پابند صوم و صلوٰۃ، تہجد گزار اور قرآن مجید کے باقاعدہ تلاوت کرنے والے، رحم دل اور خدا ترس انسان تھے۔ غریبوں، مسکینوں، بیواؤں اور یتیموں کا خاص خیال رکھتے تھے۔ آپ کے والد بزرگوار حضرت پیر نبی بخش چشتی خلیفہ حضرت نظام الدین اولیاء کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت الٰہی بخش چشتی نے آپ کے والد بزرگوار حضرت پیر بخش رحمہ اللہ تعالیٰ کو دیکھتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اے نبی بخش اللہ تبارک وتعالیٰ تمہیں ایک ایسا بیٹا عطا فرمائے گا جو اپنے زمانے کا شیخ العلماء اور ولی اللہ ہوگا لیکن تمہارے کسی کام کا نہ ہوگا۔

یہ پیشگوئی حضور محدث کبیر پاکستان علامہ غلام رسول قادری رضوی کی پیدائش سے بہت پہلے کی گئی تھی پھر ایک دفعہ آپ کے والد بزرگوار حضرت پیر نبی بخش اپنے پیر و مرشد حضرت پیر الٰہی بخش کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور آپ سے دُعا کی استدعا کی۔ دُعا کرنے کے بعد حضرت پیر و مرشد نے فرمایا اللہ تبارک وتعالیٰ دو بیٹے عطا فرمائے گا اُن میں سے ایک میرا ہوگا مگر ہوگا قادری۔ یہ بات حضور محدث کبیر پاکستان کی پیدائش سے چند سال پہلے کی ہے آخر وہ وقت بھی آپہنچا جب حضرت پیر نبی بخش رحمہ اللہ تعالیٰ کے آنگن میں بہار اُتر آئی وہ پھول جس کی اپنی خوشبو اور اپنا رنگ ہے۔

والدین نے حضور محدث کبیر پاکستان کی تعلیم و تربیت پر خصوصی توجہ دی۔ جب آپ چھ برس کے ہوئے تو آپ کی پھوپھی صاحبہ نے مسجد خیر الدین میں قائم مدرسہ نعمانیہ میں داخل کروا دیا۔ آپ دین کے مدارج طے کرتے رہے۔ اِس کے بعد آپ برصغیر کے مرکز تدریس حق بریلی شریف تشریف لے گئے اور مفتی اعظم ہند جانشین اعلیٰ حضرت مصطفیٰ رضا خاں بریلوی سے دورہ حدیث کی تعلیم اور خرقۂ خلافت سے فیض یاب ہوئے۔

کوئی شخص اُس وقت تک ولی اللہ نہیں ہوسکتا جب تک وہ شریعت کا، سُنّت نبوی ﷺ کے مطابق اتباع نہ کرے یہ اُس کی سب سے بڑی کرامت ہے اور حضور محدثِ کبیر پاکستان بچپن سے لے کر آخر تک شریعت اور سنّت نبوی ﷺ کے مطابق

میں کوئی نماز' کوئی تہجد قضا نہیں فرمائی۔ ایک دن حضور محدث کبیر پاکستان اپنے اُستاد محترم کے پاس درس نظامی کی کتاب ہدایہ پڑھ رہے تھے' اُستاد محترم ہدایہ پڑھتے پڑھتے اچانک خاموش ہوگئے۔ حضور محدث کبیر پاکستان نے اپنے استاد محترم سے اِس اچانک خاموشی کی وجہ دریافت کی تو استاد محترم نے جواب دیا کہ ایک نقطے پر مجھے شبہ ہوگیا ہے یہ اشتباہ دور کئے بغیر آگے نہیں پڑھا سکتا۔ حضور محدث کبیر پاکستان نے اِس بات کو اپنے اُستاد محترم کی علمی خامی سمجھا اور اپنا یہ حال ہم عصر جماعت دوست استاد العلماء علامہ عجیب اللہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ پر ظاہر کیا اُنہوں نے حضور محدث کبیر پاکستان سے کہا کہ بغیر سوچے سمجھے اُستاد کی علمی قابلیت پر شک نہیں کرنا چاہئے۔ حضور محدث کبیر پاکستان نے کہا کہ آئندہ اپنے اُستاد کا نام بھی نہیں سننا چاہتے آپ کے ہم جماعت علامہ عجیب اللہ کو حضور محدث کبیر پاکستان کی باتیں سن کر بہت دُکھ ہوا اُنہوں نے اُسے ظاہر نہ ہونے دیا۔ ہاں البتہ اتنا ضرور کہا کہ طالب علم کو اپنی ذہانت میں اتنا گھمنڈ نہیں ہونا چاہئے۔ حضور محدث کبیر نے جواب دیا کہ اگر تم اُن کا نام لوگے تو میں تمہیں بھی رد کردوں گا۔ اور اُن کی مخالفت کروں گا۔ علامہ عجیب اللہ نے دل برداشتہ ہوکر کہا اگر تم اُنہیں رد کردو گے' اُن کی مخالفت کروگے تو اِس سے اُن کا مرتبہ کم نہ ہوگا وہ وہیں رہیں گے جو کچھ وہ ہیں تم اپنی نظروں سے خود ہی گر جاؤ گے۔ مولانا عجیب اللہ نے کہا اگر تم اُستاد محترم سے مطمئن نہیں ہو تو میرے پیر و مرشد اعلیٰ حضرت مصطفیٰ رضا خاں فاضل بریلوی سے چل کر اِس کی وضاحت حاصل کرلو۔ یہ دونوں دوست اعلیٰ حضرت کی خدمت میں پہنچ گئے وہاں پہنچ کر دونوں نے نہایت ادب سے اعلیٰ حضرت کو سلام کیا' دونوں دوست سلام کرکے پاس ہی بیٹھ گئے۔ اعلیٰ حضرت نے پوچھا تم دونوں کہاں رہتے ہو؟ حضور محدث کبیر پاکستان نے جواب دیا اچھرہ لاہور میں تعلیم حاصل کررہے ہیں' ہدایہ پڑھ رہے ہیں مگر یہاں اشتباہ ہے۔ اعلیٰ حضرت نے فرمایا: چلو یہ اشتباہ دور کئے دیتا ہوں پھر ایسی پر اثر اور مدلل تقریر فرمائی کہ کوئی اشتباہ باقی نہ رہا دونوں دوست مرعوب ہوکر پیچھے ہٹ گئے اور مؤدب بیٹھ گئے۔ حضور محدث کبیر پاکستان نے کہا کیا سلطان المشائخ قبلہ رحمہ اللہ تعالیٰ مجھے اپنی مریدی کا شرف بخشیں گے؟ آپ کے دوست عجیب اللہ نے جواب دیا میں ابھی درخواست کرتا ہوں۔ عجیب اللہ نے عرض کیا پیر و مرشد! غلام رسول مریدی کا شرف حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ حضور مفتی اعظم نے شاید عجیب اللہ خان کی بات سنی نہیں کچھ توقف کے بعد پوچھا کیا تم نے مجھ سے کچھ کہا ہے۔ عجیب اللہ نے پھر حضور مفتی اعظم سے مرید کرنے کی خواہش کا اظہار کیا۔ حضور مفتی اعظم ہند نے کہا اتنی کیا جلدی ہے جب پھر کبھی آئیں گے تو اُن کی یہ خواہش پوری کردی جائے گی۔ حضور محدث کبیر پاکستان کا چہرہ اُتر گیا اور عجیب اللہ کے کان میں کہا کہ اگر مجھے اسی وقت مرید نہ کیا گیا تو میں اپنی جان دے دوں گا۔ حضور مفتی اعظم ہند نے پوچھا غلام رسول کان میں کیا کہہ رہے ہیں؟ عجیب اللہ نے کہا حضرت یہ کہہ رہے ہیں کہ اگر انہیں اسی وقت مرید نہ کیا گیا تو یہ اپنی جان دے دیں گے۔ حضور مفتی اعظم ہند نے مسکرا کر کہا کہ غلام رسول کی جان بڑی قیمتی ہے اِس لئے میں انہیں ابھی مرید کئے دیتا ہوں اور آپ نے اُسی وقت غلام رسول کو مرید کرلیا۔

ایک عقیدت مند نے حضور محدث کبیر پاکستان سے سوال کیا، حضور چوری ڈاکے یا رشوت وغیرہ سمیت کسی بھی دوسرے حرام ذریعے سے دوسروں کا مال چھین کر اُسے ثواب کی نیت سے غریبوں میں بانٹنا کس زمرے میں آتا ہے۔ آپ نے فرمایا خنزیر ہے اور آگے کچھ کہتے ہوئے میں اللہ سے ڈرتا ہوں یہ ثواب کیسے ہوسکتا ہے اِسے تو اللہ تبارک وتعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مذاق فرمایا گیا ہے۔

ایک مرتبہ آپ کسی محفل میں لوگوں کو راہِ حق بتا رہے تھے تو ایک شخص نے آپ سے پوچھا حضرت ہم نے سُنا ہے گناہ دو طرح کے ہوتے ہیں ایک کو گناہ صغیرہ کہتے ہیں اور دوسرے کو گناہ

کبیرہ کہتے ہیں۔ کیا آپ مہربانی کر کے اِس کی وضاحت فرمائیں گے؟ حضور محدث کبیر رحمہ اللہ تعالیٰ نے تمام اہلِ مسجد کو اجتماعی طور پر مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: مجھ سے گناہ کے بارے میں پوچھا گیا اِس کی تقریباً اٹھارہ اقسام ہیں پھر فرمایا: حضور اکرم ﷺ کی حدیث پاک کے مطابق کبیرہ گناہ کی تعداد اٹھارہ ہے اور ان میں سے چار کا تعلق قلب سے ہے۔ اوّل یہ کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا۔ دوم یہ کہ گناہوں پر اصرار کرنا۔ سوئم رحمتِ خداوندی سے مایوسی اور چہارم اللہ تبارک وتعالیٰ کی خفیہ تدابیر سے بے خوفی۔ ایک شخص نے سوال کیا۔ حضرت چار کے بارے میں تو آپ نے بتا دیا اور اب ہم یہ بھی جاننا چاہیں گے کہ باقی چودہ گناہ کون کون سے ہیں؟ حضور محدث کبیر پاکستانؒ نے اِس کے جواب میں فرمایا! پہلا گناہ یہ ہے کہ کسی کے خلاف جھوٹی گواہی دی جائے' دوسرا گناہ یہ ہے کہ کسی باعصمت عورت یا مرد پر تہمت لگائی جائے' تیسرا گناہ حق کو باطل ثابت کرنے کیلئے یا کسی کا مال ہڑپ کرنے کیلئے جھوٹی قسم کھائی جائے جو کوئی بھی کسی طرح کی جھوٹی قسم کھائے گا اللہ تبارک وتعالیٰ اُسے دوزخ کی آگ میں جلائے گا پھر کسی نے کہا پیر و مرشد چوتھا گناہ کونسا ہے؟ آپ نے فرمایا! چوتھا گناہ جادو ٹونا ہے اگرچہ یہ ایک علم ہے۔ لیکن اللہ تبارک تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا ہے ایسا کرنے والا کافروں میں شمار ہوگا اسی طرح محدث کبیر اعظم پاکستان رحمہ اللہ تعالیٰ نے باقی گناہوں کے بارے میں حاضرینِ محفل کو تفصیلی جواب دیا۔

علماء کرام اور عوام الناس دور دراز سے دُعائیں کروانے اور حدیث پاک پڑھنے کے لئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے۔ علامہ مولانا عنایت اللہ رحمہ اللہ تعالیٰ (سانگلہ ہل والے) فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں حضور محدث کبیر پاکستان کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوا میری موجودگی میں ایک خاتون جس کا نام نصیبہ بی بی تھا آپ کے پاس آئی اور عرض کیا! میں اب تک اولاد کی نعمت سے محروم ہوں میرے حق میں دُعا کریں۔ حضور محدث کبیر پاکستان رحمہ اللہ تعالیٰ چند لمحے خاموش رہے' ایسا لگتا تھا وہ کسی گہری سوچ میں ڈوبے ہوئے ہیں اور پھر اُنہوں نے نصیبہ بی بی کو فرمایا! اللہ تبارک تعالیٰ تجھے اولاد کی نعمت سے ضرور سرفراز فرمائے گا مگر ایک سال بعد۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اُسے ایک سال بعد چاند سا بیٹا عطا فرمایا۔

حضور محدث کبیر پاکستان رحمہ اللہ تعالیٰ کے پاس صرف عام آدمی ہی نہیں بلکہ بڑے بڑے عالم فاضل لوگ بھی مشورے لینے اور پیچیدہ مسائل کے حل کیلئے آیا کرتے تھے۔ آپ کے شاگردوں اور مریدوں کی تعداد ان گنت ہے اور آپ کے فیوض و برکات اور کرامات کے ان گنت واقعات زبان زدِ عام ہیں۔ اپنی حیات مبارکہ میں آپ نے ہمیشہ ان واقعات کی تشہیر کی سختی کے ساتھ ممانعت فرمائی اور کرامات کے شاہدین کو چرچا کرنے سے روکا اور فرمایا: اپنے مشاہدات کو خود تک ہی محدود رکھیں اگر کبھی کوئی معتقد شاہد آپ کی کسی کرامت کا تذکرہ فرماتے تو آپ اس کی سرزنش فرماتے اور آئندہ محتاط رہنے کی تلقین فرماتے۔

اکتوبر 2001 میں طبع ناساز ہوگئی تاہم آپ نے درس و تدریس سمیت اپنے جملہ معمولات اور فیوض و برکات کا سلسلہ بلاتعطل جاری رکھا اور کسی کو بھی اپنی ناسازی طبع کا علم نہ ہونے دیا۔ اِسی ماہ کے آخر میں ۹ شعبان المعظم کی شام آپ کی طبیعت زیادہ بوجھل ہوگئی تو صاحبزادگان، شاگردان رشید اور جملہ علماء کرام کو یاد فرمایا اور اُن سے تلاوتِ قرآن پاک خصوصاً سورہ یٰسین پڑھنے کی فرمائش کی۔ پھر انہیں قصیدہ بُردہ شریف اور درود تاج پڑھنے کو کہا اسی شب کے پچھلے پہر نماز تہجد کے وقت آپ فانی جہان سے پردہ فرما گئے۔

آپ کی خواہشات افکارِ عالیہ اور روشن ہدایات کے مطابق آپ کے شروع کردہ مشن کی تکمیل کیلئے مرحلہ وار انقلابی پروگرام پر تسلسل کے ساتھ عمل درآمد جاری ہے۔ آپ کے فرزند ارجمند اور سجادہ نشین آستانہ عالی مرتبت اور جمیعت مشائخ

پاکستان کے قائد جناب حضرت پیر محمد فضل حق آپ کے مقدس مشن کی بروقت تکمیل کیلئے پوری ریاضت اور تندہی سے کوشاں ہیں۔ حضرت پیر محمد فضل حق صاحب مدظلہ العالیٰ آپ کی اُمنگوں کے عین مطابق جامعہ العلوم سراجیہ رسولیہ رضویہ کو ملت اسلامیہ کی سب سے درخشاں دینی درسگاہ بنانے کا عزم صمیم رکھتے ہوئے نہایت جانفشانی اور کامرانی کیساتھ ابتدائی مراحل طے کر چکے ہیں۔ اِن کا دائرۂ کار چاروں صوبوں، آزاد کشمیر اور فاٹا ایریا تک پھیلا ہوا ہے۔ ان قابل قدر لائق ستائش اور واجب التقلید انقلابی اقدامات کو سراہتے ہوئے دل سے بے اختیار یہ صدا بلند ہوتی ہے کہ انشاء اللہ بہت جلد جملہ مراحل پایۂ تکمیل کو پہنچیں گے اور یہ منفرد اسلامی درسگاہ جامعہ العلوم سراجیہ رسولیہ رضویہ کے نام سے دنیا کی نمبر ایک مسلم یونیورسٹی (محدث کبیر اسلامک یونیورسٹی) کا درجہ حاصل کرے گی۔ جہاں اقامتی بنیاد پر دنیا بھر سے آنے والے تشنگانِ علم کی ذہنی، قلبی، علمی آبیاری کے ساتھ ساتھ قیام وطعام، کمپیوٹر اور بہترین تربیتی سہولیات بلا معاوضہ فراہم کی جائیں گی۔

آپ کے سالانہ عرس مبارک کی تقریبات ۱۷، ۱۸، ۱۹ شعبان المعظم بمطابق 31 اگست سے لے کر 2 ستمبر 2007ء بروز جمعہ، ہفتہ اتوار کو منعقد کی جارہی ہیں۔ حسب معمول امسال بھی آپ کے چھٹے سالانہ عرس کی مرکزی تقریبات چمنستان محدث کبیر اعظم آباد فیصل آباد میں منائی جائیں گی۔ ۱۸ شعبان المعظم ۱۴۲۸ھ بمطابق 31 اگست 2007ء کی شام آپ کے مزار کو غسل دیا جائے گا اور چراغ روشن کئے جائیں گے۔ 3 روزہ تقاریب میں دنیا بھر سے آپ کے معتقدین، مریدین، تلامذہ، علماء کرام، مشائخ عظام، ہر شعبہ زندگی کی ممتاز شخصیات کی بھاری تعداد شرکت کرے گی۔ پورے ملک میں سیمینار اور روحانی محافل منعقد ہوں گی اور وسیع پیمانے پر لنگر تقسیم کیا جائے گا۔ انشاء اللہ

(صفحہ نمبر ۲۴ کا بقیہ)

سے کیا خطاب فرما رہے ہیں؟ اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''قسم ہے خدا کی جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے۔ تم میری بات کو ان سے زیادہ نہیں سنتے''۔ پھر جناب رسالت مآب ﷺ مظفر ومنصور اسیرانِ جنگ اور غنائم کے ساتھ مدینہ منورہ کو واپس ہوئے۔

یوم بدر واقع میں یوم فرقان تھا کہ کفر واسلام میں فرق ظاہر ہوگیا۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے ضعف کے بعد مسلمانوں کو تقویت دی۔ چنانچہ اس نعمت کو یوں یاد دلایا ہے۔

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

''اور تمہاری مدد کر چکا ہے اللہ (تبارک وتعالیٰ) بدر کی لڑائی میں اور تم بے سروسامان تھے''۔

اُس دن سے اسلام کا سکہ کفار کے دل پر جم گیا اور اہل مدینہ میں بہت سے لوگ ایمان لائے۔ اہل بدر کے فضائل میں اتنا ہی کہہ دینا کافی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ان کے حق میں فرمایا ہے۔ ''بے شک اللہ (تبارک وتعالیٰ) اہلِ بدر سے واقف ہے کیونکہ اُس نے فرمادیا تم عمل کرو جو چاہو البتہ تمہارے واسطے جنت ثابت ہو چکی یا تحقیق میں نے تمہیں بخش دیا''۔ آخرت میں مغفور ہونے کے علاوہ دنیا میں بھی بدری ہونا خاص امتیاز کا سبب شمار کیا جاتا تھا۔ بلکہ وہ ہتھیار بھی جن سے بدر میں کام لیا گیا تبرک خیال کئے جاتے تھے۔ چنانچہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے جو برچھی عبیدہ بن سعید بن عاص کی آنکھ میں ماری تھی۔ وہ یادگار رہی۔ بدیں طور کہ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت زبیر سے مستعار لی۔ پھر آپ کے چاروں خلیفوں کے پاس منتقل ہوتی رہی۔ بعد ازاں حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے پاس رہی۔ یہاں تک کہ ۷۳ھ میں حجاج نے ان کو شہید کر دیا۔

اہل بدر کے توسل سے جو دعا مانگی جائے وہ بفضل الٰہی مستجاب ہوتی ہے جیسا کہ مشائخ کا تجربہ ہے۔

سوالات وجوابات

(ادارہ)

سوال: کیا بغیر داڑھی والا شخص نماز کی جماعت کروا سکتا ہے؟

جواب: داڑھی منڈا شخص فاسقِ مُعلَن ہے (یعنی نبی کریم ﷺ کی سُنّتِ مبارکہ کا تارک اور اعلانیہ نافرمان ہے) اِس لئے وہ نماز کی جماعت کی امامت نہیں کروا سکتا۔ اگر ایسا شخص جماعت کروائے گا تو اُس کے پیچھے نماز پڑھنے والوں کی نماز نہیں ہوگی۔

سوال: کیا جنابت کی حالت میں کھانا پینا جائز ہے؟

جواب: بہتر ہے غسل کر لیا جائے، نہیں تو وضو کر لیا جائے اور اگر ایسا جنبی ہے جس نے ابھی سحری کرنی ہے۔ اگر نہاتا ہے یا وضو کرتا ہے تو سحری کا وقت ختم ہونے کا اندیشہ ہے تو ایسا شخص غرغرہ کر کے کھانا کھا سکتا ہے۔ گویا عام حالات میں بھی جنبی غرغرہ کر کے کھانا کھا سکتا ہے لیکن افضل واولیٰ یہ ہے کہ غسل کر کے کھانا کھائے یا پھر وضو کر کے کھانا کھائے۔

سوال: بعض اوقات نمازی کے آگے سے گزرنے کے لئے کوئی چیز رکھتے ہیں کیا اُس چیز کی کوئی مخصوص لمبائی، چوڑائی ہونا ضروری ہے؟

جواب: پہلی بات تو یہ معلوم ہونی چاہئے یہ جو چیز نمازی کے آگے رکھتے ہیں۔ اُسے کیا کہتے ہیں؟ اُس کو سُترہ کہتے ہیں۔ احادیث میں کتاب الصلوٰۃ میں ایک باب آتا ہے اُسے بَابُ السُّتْرَہ کہتے ہیں۔ سُترہ اُس چیز کو کہتے ہیں جس سے کسی چیز کو چھپایا جائے۔ یہاں وہ چیز مراد ہے جو نمازی کے آگے کھڑی کی جاتی ہے جس سے نمازی کی سجدہ گاہ واضح ہو جاتی ہے۔ تاکہ گزرنے والا جب گزرے تو نمازی کی بجائے سُترہ کے آگے سے گزرے۔ یہ سُترہ دیوار، ستون یا لکڑی وغیرہ کا ہو سکتا ہے۔ سُترہ کی لمبائی ہاتھ سے کُہنی تک بازو کی لمبائی سے کم نہ ہو اور موٹائی انگشت سے کم نہ ہو۔ اگر کوئی شخص نمازی بغیر سُترہ کے نماز پڑھ رہا ہو تو احادیثِ مبارکہ میں نمازی کے آگے سے گزرنے کی مختلف وعیدیں آتی ہیں، مثلاً حضرت ابوجہیم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا: اگر نمازی کے آگے سے گزرنے والا جان لے کہ اُس پر کتنا گناہ لازم آتا ہے تو اُس کے لئے چالیس تک کھڑے رہنا آگے گزرنے سے بہتر تھا۔ ابوالنصر فرماتے ہیں، میں نہیں جانتا کہ چالیس دن فرمایا، چالیس مہینے فرمایا یا چالیس سال۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: اگر تم لوگ یہ جان لو کہ نمازی بھائی کے آگے سے گزرنے کا کیا گناہ ہے تو اُس کے لئے سو سال کھڑے رہنا نمازی کے سامنے ایک قدم اُٹھانے سے بہتر ہے۔ اور حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث شریف میں ہے رسولِ کریم ﷺ فرماتے ہیں اگر نمازی کے آگے سے گزرنے والا یہ جان لے کہ اِس پر کتنا گناہ لازم آتا ہے تو اِس کا زمین میں دھنس جانا نمازی کے آگے سے گزرنے سے بہتر ہے۔

سوال: جب رسول کریم ﷺ نے سورۂ توبہ کی تبلیغ کے لئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بھیجا تو راستے ہی سے واپس کیوں بلا لیا اور تبلیغ کے لئے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کیوں بھیجا؟

جواب: یہ سوال واقعہ کے خلاف ہے۔ واقعہ اِس طرح ہے۔ سورۂ توبہ ۹ ہجری میں فتح مکہ کے ایک سال بعد نازل ہوئی۔ رسول کریم ﷺ نے اِس سَن میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ''امیرِ حج'' مقرر فرمایا تھا۔ اور اُن کے بعد حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو مجمع حجاج میں یہ سورت سنانے کے لئے بھیجا۔ چنانچہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے جمرہ عقبہ کے پاس کھڑے ہو کر ندا کی اے لوگو میں تمہاری طرف رسول کریم ﷺ کا بھیجا ہوا ہوں''۔ لوگوں نے کہا، آپ کیا پیغام لائے ہیں؟ تو آپ نے سورۂ توبہ کی تیس یا چالیس آیات مبارکہ کی تلاوت فرمائی۔ پھر فرمایا، میں جو احکام لایا ہوں وہ یہ ہیں۔

(۱) اِس سال کے بعد کوئی مشرک بیت اللہ کے پاس نہ آئے (۲) کوئی شخص برہنہ ہو کر بیت اللہ کا طواف نہ کرے (۳) جنت میں مومن کے سوا کوئی داخل نہ ہوگا (۴) جس کا رسول کریم ﷺ

کے ساتھ عہد ہے وہ عہد اپنی مدت تک رہے گا اور جس کی مدت معین نہیں اُس کی معیار چار ماہ پر تمام ہو جائے گی۔ مشرکین نے یہ سُن کر کہا کہ اے علی اپنے چچا کے فرزند (یعنی حضور نبی کریم ﷺ) کو خبر دے دیجئے کہ ہم نے عہد پسِ پشت پھینک دیا ہے۔ ہمارے اُن کے درمیان کوئی عہد نہیں بجز نیزہ بازی اور تیغ زنی کے۔ اِس واقعہ میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرف ایک لطیف اشارہ ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ''امیر الحجاج'' بنایا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو اُن کے پیچھے سورۂ برأت یعنی سورۂ توبہ پڑھنے کے لئے بھیجا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ امام ہوئے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم مقتدی ہوئے۔ اِس سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی حضرت علی رضی اللہ عنہ پر تقدیم ثابت ہوتی ہے۔ (تفسیر خزائن العرفان)

سوال: قرآن مجید میں اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے ''ہم تمہاری شہ رگ سے بھی قریب ہیں۔ جب اللہ تبارک وتعالیٰ براہِ راست یا بلا واسطہ انسان کی دُعا کو سنتا ہے تو انبیاء کرام علیہم السلام کو دُعا میں وسیلہ بنانا کیوں ضروری ہے۔ وسیلہ بنانے کی کیا اہمیّت ہے اور سب سے زیادہ دُعا میں کس کو وسیلہ بنانا چاہئے؟

جواب: اِس بات میں کوئی شک نہیں کہ رب ذوالجلال ہماری شہ رگ سے بھی قریب ہے۔ لیکن اِس کا یہ مطلب نہیں کہ دُعا میں کسی کو وسیلہ نہ بناؤ۔ اللہ تبارک وتعالیٰ خود فرماتا وَابْتَغُوْٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ ''اُس کی طرف وسیلہ تلاش کرو''۔ قرآن مجید کے مطالعہ کی ضرورت ہے۔ قرآن مجید میں یہ مضمون بڑی وضاحت کے ساتھ ملے گا۔ پہلی اُمتیں اپنے انبیاء کرام علیہم السلام کی موجودگی میں دشمنوں پر فتح حاصل کرنے کے لئے آپ ﷺ کا وسیلہ لیتی تھی۔

اور خود نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اپنی ذات سے وسیلے لینے کی تعلیم فرمائی۔ احادیث مبارکہ سے اس کی تفصیل اگر آپ جاننا چاہتے ہیں تو مدیر اعلیٰ ماہنامہ ''سیدھا راستہ'' کی کتاب ''آدابِ دُعا اور اوقاتِ قبولیت'' کا مطالعہ فرمائیں۔ انشاء اللہ العزیز دل نور ونور ہو جائے گا بلکہ اُس کتاب کے پڑھنے کے بعد آپ اس بات کے مبلغ ہو جائیں گے اور لوگوں کو مسائل سمجھائیں گے کہ نبی کریم ﷺ کے وسیلہ سے کام کرنا چاہئے نبی کریم ﷺ کا وسیلہ سب سے بڑا وسیلہ ہے۔

سوال: کیا یہ نام لینا جائز ہیں آنٹی، میڈم، سر، بڑا ابو اور چھوٹا ابو وغیرہ؟

جواب: آنٹی، خالہ، میڈم (بڑی اُستانی یا معلّمہ) کو اور سر اُستاد یا پروفیسر کو کہتے ہیں۔ اِس کے کہنے میں کوئی حرج نہیں۔ بڑا ابو اور چھوٹا ابو کے الفاظ بعض خاندانوں میں استعمال ہوتے ہیں وہ تایا یا چچا کے معنوں میں بولے جاتے ہیں لیکن ''والد'' کے لئے چھوٹا یا بڑا ابو والد کے الفاظ استعمال نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ والد وہی ہوتا ہے جس کے نطفے سے انسان پیدا ہوتا ہے نیز عربی میں چچا، تایا، دادا وغیرہ کو ''ابو'' کہہ لیا جاتا ہے لیکن عربی میں بھی والد اُسے کہتے ہیں جس کے نطفے سے انسان پیدا ہوتا ہے گو عام بولی میں والد کو ''ابو جی'' ہی کہا جاتا ہے بعض لوگ سسر کو بھی ابو کہتے ہیں وہاں بھی ''والد'' مراد نہیں ہوتا۔

سوال: کیا عصر اور عشاء کی پہلی چار سنتیں پڑھنا ضروری ہیں کیا یہ سنّتیں مؤکّدہ ہیں یا غیر مؤکّدہ؟

جواب: ضروری وہ چیز ہوتی ہے جو فرض ہو۔ عصر اور عشاء کی پہلی چار سنّتیں فرض نہیں جب اِنہیں سنّتیں کہتے ہیں تو یہ سنّتیں کہنا ہی اِس بات کی وضاحت کے لئے کافی ہے کہ یہ فرض نہیں ہیں۔ ہاں البتہ یہ سنّت مؤکّدہ نہیں بلکہ غیر مؤکّدہ ہیں۔ پڑھیں گے تو ثواب ہوگا اگر رہ گئیں تو گنہگار نہیں ہوں گے۔ ہاں البتہ اِن کے پڑھنے کا ثواب اور نیکی ہے۔ نہ پڑھنے سے ثواب سے محروم رہ جائیں گے۔

الوظیفۃ الکریمۃ

از قلم: امام اہلسنّت الشاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز

ہدیہ: **ملنے کا پتا:** ادارہ معارف نعمانیہ، ۳۲۳ مرکزی جامع مسجد حنفیہ غوثیہ شاد باغ لاہور

سوال: کیا محلے میں فوت شدہ مرد کا چہرہ غیر عورت دیکھ سکتی ہے؟

جواب: اِس دیکھنے میں عبرت اور موت کا خوف اور رُعب غالب ہوتا ہے اور عبرت کے طور پر اپنی موت کو یاد کرنے کے لئے دیکھنا کوئی حرج نہیں۔ ویسے فوت شدہ شخص کو دیکھ کر منہ سے اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ہی نکلتا ہے۔ توبہ اور استغفار کے کلمات ہی نکلتے ہیں۔

سوال: عورتیں جب مسجد میں جماعت ہو جائے اُس وقت نماز پڑھیں یا جب اذان ہو تو فوراً پڑھیں، صحیح وقت کیا ہے؟

جواب: فجر کی نماز فجر طلوع ہونے اور اذان ہو جانے کے 40 چالیس منٹ بعد پڑھیں۔ ظہر اور عصر کی نماز اُس وقت پڑھیں جب اہلسنّت و جماعت کی مساجد میں اذان ہو جائے تو اُس کے پندرہ منٹ بعد پڑھیں ایسے ہی مغرب غروب آفتاب کے بعد جب اذان ہو جائے اور عشاء کی نماز اذانِ عشاء کے بعد۔ عورتیں اہلسنّت و جماعت کی مساجد سے جماعت کے اوقات معلوم کر لیں اُس وقت ادا کر لیں اگر اذان ہوتے ہی پڑھ لیں تب بھی درست ہے۔

سوال: کیا کلمہ شریف، درود شریف اور قرآن شریف پڑھ کر امانت کے طور پر اپنے لئے رکھ سکتے ہیں؟

جواب: جب کلمہ شریف، درود شریف اور قرآن مجید یا دیگر عبادات ادا کر لی گئیں تو وہ لکھی گئیں، محفوظ ہو گئیں۔ امانت کے لئے رکھنے یا کہنے کی ضرورت نہیں۔

سوال: اگر قمیص کے بازو اور گلے کے بٹن کھلے ہوں تو کیا نماز ہو سکتی ہے یا نہیں، کیا بٹن بند کرنے ضروری ہیں؟

جواب: اگر قمیص کے بازو اور گلے کے بٹن کھلے ہوں اور نماز پڑھیں تو یہ مکروہ ہے۔ قمیص کے بازو اور گلے کے بٹن بند کر کے نماز پڑھنی چاہیے۔ نماز میں ایسا کوئی عمل نہیں ہونا چاہیے جس سے نماز کی ادائیگی میں سستی یا بے توجہی کا اظہار ہو۔

سوال: کوئی انسان اگر وفات پائے تو نوحہ کرنا یا بین ڈال کر رونا جائز ہے یا ناجائز؟

جواب: کسی کے مرنے پر نوحہ کرنا یا بین ڈالنا قطعاً منع ہے بلکہ نوحہ کرنے اور نوحہ سننے والوں پر اللہ تبارک و تعالیٰ کی لعنت برستی ہے۔ والدین، بھائی، بہن، بیٹا، بیٹی، دوست عزیز و اقارب کے فوت ہونے پر رونے پر گناہ نہیں۔ جن سے محبت ہوتی ہے اُن کے فوت ہونے پر جدائی سے آنکھوں میں آنسو آنا قدرتی بات ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ کے شہزادے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا جب وصال ہوا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ نبی کریم ﷺ کی آنکھوں مبارک سے آنسوں رواں ہیں تو عرض کیا یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) آپ ﷺ رو رہے ہیں، تو آپ ﷺ نے فرمایا اے عمر (رضی اللہ عنہ) ابراہیم (علیہ السلام) کے فراق میں میرا دل بھی رو رہا ہے۔

سوال: ماہواری میں کتنے دن کے بعد نماز پڑھنی چاہیے؟

جواب: عورتوں کے مخصوص ایّام تین سے دس دن تک ہوتے ہیں۔ ہر عورت کو اپنے ایّام کی تعداد کا علم ہونا چاہیے۔ اُن ایّام کے اختتام پر غسل کر کے نمازوں کی ادائیگی شروع کر دینی چاہیے۔

سوال: کیا قمیص کی جگہ بیوی، بیٹی اور بہن کی چادر اوڑھ کر نماز پڑھی جا سکتی ہے؟

جواب: اگر چادر ایسے رنگ یا انداز کی ہو کہ اُس کے اُوڑھنے سے یہ معلوم نہ ہو کہ یہ چادر عورت کی ہے۔ تو اُس میں کوئی حرج نہیں۔ اگر سلمہ ستارہ، گوٹہ وغیرہ کی کڑھائی کی ہوئی ہو تو اُس کو اوڑھنے سے گریز کرنا چاہیے۔ کیونکہ مردوں کو عورتوں جیسا اور عورتوں کو مردوں جیسا لباس پہننے کی ممانعت ہے۔

سوال: کھانا کھانے سے پہلے بسم اللہ کہنا چاہئے یا پوری **بسم اللہ الرحمن الرحیم** پڑھنی چاہئے۔

جواب: پوری **بسم اللہ الرحمن الرحیم** پڑھنی چاہئے